2257

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔فروری2010

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات(محکمہ جات محنت،انسانی وسائل وسیاحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

قاعدہ 87 کے تحت تحریک

تحریک التوائے کار نمبر 2010/13 سے پیدا ہونے والے اہمیت عامہ کے معاملہ پر بحث

شیخ علاؤالدین: تحریک پیش کریں گے کہ "اسمبلی اب تحریک التوائے کار لے"

(تحریک التوائے کار نمبر 2010/13 کی نقل منسلکہ۔I پر ہے)

سرکاری کارروائی

پری بجٹ بحث جاری رہے گی۔

2259

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا سولھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،12۔فروری2010

(یوم الجمع،27۔صفر المظفر1431ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر1 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَۨا الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۪ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ الَّذِیۡ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ کَلِمٰتِہٖ وَ اتَّبِعُوۡہُ لَعَلَّکُمۡ تَہۡتَدُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾

سُوۡرَۃُ الأعراف آیت 158

(اے محمد ﷺ) کہہ دو کہ لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا(یعنی اس کا رسول)ہوں۔(وہ)جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔تو اللہ پر اور اس کے رسول پیغمبر اُمی پر جو اللہ پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کروتا کہ ہدایت پاؤ(158)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد روٗف نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
میں لج پالاں دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے
میری آساں امیداں دے سدا بوٹے ہرے رہندے
خیال یار وچ میں مست رہنداں ہاں دنے راتیں
میرے دل وچ سجن وسدا میرے دیدے ٹھرے رہندے
میں لج پالاں دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے
کدے وی لوڑ نہیں پیندی مینوں در در تے جاون دی
میں لج پالاں دا منگتا ہاں میرے پلے بھرے رہندے
نیازی مینوں غم کا ہدا میری نسبت ہے لاثانی
کسے دے رہن جو بن کے قسم رب دی ترے رہندے
میں لج پالاں دے لڑ لگیاں میرے توں غم پرے رہندے

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل وسیاحت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ محنت وانسانی وسائل اور سیاحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!ان کے ایماء پر سوال نمبر1477،اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔(معزز رکن نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر1477 دریافت کیا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے،اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ کے زیر انتظام بسوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1477: **جناب وسیم قادر:** کیاوزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ کے زیر انتظام کتنی بسیں و کوچز سیاحوں کے لئے اور کتنی کمرشل روٹس پر چلانے کے لئے ہیں؟

(ب) ان بسوں کے لئے کتنے اڈے ہیں جو کہ محکمہ کی ملکیت ہیں؟

(ج) ان بسوں سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے گزشتہ دو سالوں کے دوران ہونے والی آمدن کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(د) ان بسوں کو چلانے اور دیکھ بھال کے لئے کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ہ) کیاحکومت محکمہ سیاحت کے ٹرانسپورٹ ونگ کو منافع بخش ادارہ بنانے کاارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب(TDCP) کے پاس سیاحوں کے لئے کوئی بس اور کوچز نہیں ہیں۔ البتہ TDCP کے پاس ایک Toyota Hiace Van ہے جس کے ذریعہ سیاحوں کو لاہور کے سیاحتی مقامات کی سیر کرواتے ہیں۔

(ب) محکمہ کے پاس کوئی بس اور کوچ نہیں ہے اس لئے کوئی اڈا بھی محکمہ کی ملکیت میں نہیں ہے۔

(ج) محکمہ کی بسوں سے کوئی سالانہ آمدنی نہیں ہے۔ ایک عدد وین ہے جس کی سابقا دو سال کی آمدن -/21,65,290 روپے ہے۔

(د) محکمہ کی بسیں نہ ہونے کی وجہ سے کسی ملازم کو یہ کام تفویض نہیں کیا گیا۔ البتہ سٹی ٹورز وین کے لئے ایک ڈرائیور بھرتی کیا گیا ہے۔

(ہ) محکمہ کی ذاتی ٹرانسپورٹ سے آمدن یقینی طور پر بڑھ سکتی ہے لیکن ٹرانسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے کسی قسم کی پلاننگ نہیں کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال کے جز(الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "محکمہ کے زیر انتظام کتنی بسیں و کوچز سیاحوں کے لئے اور کتنی کمرشل روٹس پر چلانے کے لئے ہیں؟" اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب(TDCP) کے پاس سیاحوں کے لئے کوئی بس اور کوچز نہیں ہیں۔ البتہ TDCP کے پاس ایک Toyota Hiace Van ہے جس کے ذریعہ سے سیاحوں کو لاہور کے سیاحتی مقامات کی سیر کرواتے ہیں۔" یہ 9 کروڑ آبادی کا صوبہ ہے اور ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب کی حالت یہ ہے کہ صرف ایک Toyota Hiace Van ہے۔ اگر آپ دنیا میں دیکھیں تو ٹورزم ڈیپارٹمنٹ کہیں پر پانچواں اور کہیں پر چھٹا کمائی والا محکمہ ہے۔ ہمارے ساتھ انڈیا ہے۔ انہوں نے چار کروڑ کی آبادی کا ایک صوبہ بنایا، جس کا ٹورزم ڈیپارٹمنٹ چھٹا پیسے کمانے والا محکمہ ہے جبکہ ہمارے اس محکمہ ٹورزم کے پاس صرف ایک Toyota Hiace Van ہے جس کے ذریعے سے صرف لاہور میں سیاحتی مقامات کی سیر کرائی جاتی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے پاس زیادہ vans کیوں نہیں ہیں، کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو صرف ایک وین کی ضرورت ہے، اگر زیادہ vans کی ضرورت تھی تو اس کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں

اور اتنے بڑے صوبے کی ٹورزم ڈویلپمنٹ کو promote کرنے کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کیا یہ محکمہ آپ کے پاس ہے؟

ایوان میں صرف حضور ﷺ کی شان اور ذکر پر مشتمل نعت پڑھنے کا مطالبہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! نہیں، یہ محکمہ میرے پاس نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری، رانا ارشد صاحب تشریف فرما ہیں اور وہ اس کے جوابات دیں گے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ جو ہم نے نعت کا سلسلہ یہاں House میں شروع کیا ہے اس کی کوئی نہ کوئی regulation ہونی چاہئے۔ آپ اس حوالے سے House کی کمیٹی بنا دیں یا اسمبلی سیکرٹریٹ کے ذمہ لگا دیں، وہ دیکھیں کہ نعت کے بول کیسے ہونے چاہئیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ segment ہم نے حضرت محمد ﷺ کی شان بیان کرنے کے لئے شروع کیا ہے تا کہ ان کی شان بیان کرنے سے ہماری پوری کارروائی میں برکت پڑے۔ یہ اس قسم کی جو نعتیں ہیں کہ "میں لجپالاں دے لڑ لگیاں" کے معنی ہر طرف نکالے جاسکتے ہیں۔ یہ لجپال تقریباً ہر محلے میں موجود ہیں اور ان کے پھر جو لڑ لگتی ہیں وہ لے کر ان کو بھاگ جاتے ہیں اور بعد میں پولیس ان کو ڈھونڈتی رہتی ہے تو اس قسم کے اشعار کے معنی ہر طرف نکالے جاسکتے ہیں۔ میں نے بعض محافل میں دیکھا ہے کہ وہ لجپال صاحب سامنے بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ خود کو ہی سب کچھ سمجھ رہے ہوتے ہیں اور ان چیزوں سے اپنے مریدین کو گمراہ کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مرید اپنی کم علمی کی وجہ سے ان کے بہکاوے میں آجاتے ہیں تو آپ اس بات کا بندوبست کریں کہ وہی نعت یہاں House میں پڑھی جائے کہ جس میں صرف اور صرف حضرت محمد ﷺ کا ذکر ہو تا کہ اس سے اس House کی کارروائی میں خیر و برکت ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میری بھی ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں" اس لئے اگر ہم درود شریف پڑھ لیا کریں تو زیادہ بہتر ہے۔ یہ تمام نعمتوں سے بہت افضل ہے۔ اس کی فضیلت بتانے کے لئے میری تو vocabulary ختم ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کو issue نہ بنائیں، بڑی مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کر رہا ہوں کہ صرف درود شریف پڑھ لیا کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے، آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے لیکن اس بات کو جانے دیں۔ یہاں پر جو نعت خواں تشریف لائیں گے وہ اپنی نعت کا متن پہلے کمیٹی کے سامنے پیش کریں گے۔ اس حوالے سے میں ایک کمیٹی بناتا ہوں جس میں الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب، محسن لغاری صاحب اور امجد علی میئو صاحب شامل ہوں گے۔

وزیر مال (حاجی محمد اسحاق): جناب سپیکر! میں بھی حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اسحاق صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں بھی حاضر ہوں۔ چلیں ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر لیتے ہیں۔ ایک اور صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کرنا ہو گا تاکہ پانچ ممبرز ہو جائیں۔ چلیں رانا ثناء اللہ صاحب! آپ خود بھی اس کمیٹی میں شامل ہوں۔ یہ کمیٹی نعت کے بول یا متن پہلے پاس کرے گی پھر وہ یہاں House میں پڑھی جائے گی۔ ایسے نہ ہو کہ کچھ ایسے الفاظ آ جائیں کہ جس کی وجہ سے کسی کی دلآزاری ہو۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ایک حدیث شریف اور اس کا ترجمہ بھی آ جائے۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(---جاری)

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں، آپ تشریف رکھیں۔اس بات کو چھوڑیں۔نبی پاک ﷺ کی سیرت میں نعت شریف ہی ہوگی لیکن اس کے الفاظ اور متن کو دیکھا جائے گا۔جی، معزز رکن میاں نصیر صاحب کے ضمنی سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بڑا اچھا سوال کیا ہے لیکن چونکہ ان کا سوال پرانا تھا تو اسی کے مطابق ہمارے محکمہ نے جواب دیا ہے کہ "ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب (TDCP) کے پاس سیاحوں کے لئے کوئی بس اور کوچز نہیں ہیں۔البتہ TDCP کے پاس ایک Toyota Hiace Van ہے جس کے ذریعہ سے سیاحوں کو لاہور کے سیاحتی مقامات کی سیر کراتے ہیں۔" اگر کوئی غیر ملکی سیاح آتے ہیں تو ان کو بھی سیر کروائی جاتی ہے اور اس کا package بڑا minimum ہے۔ہم ان کو لاہور شہر کے تاریخی مقامات پر لے کر جاتے ہیں اور اگر وہ کہیں اور جانا چاہیں تو ہم ان کو وہاں پر بھی لے کر جاتے ہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ پنجاب کا صوبہ بہت بڑا ہے اور 9 کروڑ عوام کے لئے ٹورزم ڈیپارٹمنٹ کے پاس زیادہ سہولتیں ہونی چاہئیں۔یہ پرانا جواب ہے۔اس حوالے سے میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ جنوری 2009 میں حکومت پنجاب ٹورزم ڈیپارٹمنٹ نے حکومت پاکستان روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن گلگت کے ساتھ مل کر NETCO بس کو شروع کیا اور لاہور ٹورزم بس سروس کے نام پر ہم نے جنوری 2009 میں اس کو introduce کروایا۔اس میں ہم نے ان کے ساتھ 55 فیصد کی partnership کی ہے۔ان کو ٹرمینل وغیرہ TDCP نے provide کرنے تھے جبکہ بسوں کی مرمت وغیرہ TDCP and NETCO نے مشترکہ طور پر کرنی تھی۔میں اپنے معزز ممبر کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ 31۔جولائی 2009 کو لاہور ٹورزم بس سروس کے نام پر ہم نے بس شروع کی جو کہ لبرٹی سے مینار پاکستان تک جاتی تھی۔اس میں ہم نے یہ سلوگن دیا تھا کہ "ایک دن میں صدیوں کا سفر" جو لوگ باہر سے آتے تھے وہ ان بسوں پر سوار ہو کر سیر و تفریح کرتے تھے لیکن بد قسمتی یہ ہوئی کہ جب دہشت گردی حد سے زیادہ بڑھ گئی، جب سے سکولوں اور کالجوں کو بھی target کیا گیا تو پھر ان بسوں پر سفر کرنے کے لئے سیاح نہیں آ رہے۔یہ بسیں تو ہمارے پاس موجود ہیں۔بعد میں ہم نے ان بسوں کے حوالے سے سکولوں اور کالجوں پر focus کیا۔اب بھی یہ بسیں ہمارے پاس موجود ہیں، ہم نے ان کو renovate

بھی کیا ہے۔ہم سیاحت کو مزید promote کرنا چاہتے ہیں۔معزز ممبران نے جو تجاویز دی ہیں انشاءاللہ ہم ان کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں نے تو گزارش کی ہے،میں نے ابھی کوئی suggestion نہیں دی۔

جناب سپیکر: انھوں نے ابھی کوئی تجویز تو نہیں دی۔انھوں نے بتایا ہے کہ ہمارے پڑوسی ملک میں کیا ہوتا ہے۔

میاں نصیر احمد: پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی طرف سے جو باتیں بتائی گئی ہیں ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک یہ لاہور سے باہر نہیں نکلے۔ہمارا TDCP ابھی تک لاہور سے باہر نہیں نکل سکا۔میں سمجھتا ہوں کہ لاہور سے باہر کسی بھی شہر شیخوپورہ، قصور یا کہیں بھی جائیں تو وہاں ٹورزم کے بڑے اچھے resorts ہیں۔دیکھنے کے لئے بڑی بڑی اچھی جگہیں اور تاریخی عمارات ہیں۔اس آبادی کے باہر بھی بہت سی جگہیں ہیں جنہیں لوگ دیکھنا چاہتے ہیں۔میری ان سے گزارش ہے کہ لاہور کے اندر تو انہوں نے کروڑ روپے سے ایک بس چلا کر بڑا انتظام کر دیا وہ بس پورے شہر میں گھومتی ہے جس کا انہوں نے منافع بھی بتا دیا۔میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ TDCP نے لاہور سے باہر اس کو promote کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں؟ ہماری تجاویز تو بعد میں آئیں گی پچھلے 7 سال سے اس کا بجٹ minus میں جا رہا ہے میری ان سے یہ گزارش ہے کہ کیا ان کے پاس لاہور سے باہر کسی کو دکھانے کے لئے کوئی چیز ہے اگر ہے تو اس کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں اپنے honourable Member کو یہ بتانا چاہوں گا کہ Tourism Department کے پاس اپنی بسیں ہیں اور نہ ہی کوچز، البتہ ہماری یہ struggle ضرور ہے کہ یہ ہونی چاہئیں جس کے لئے planning ہو رہی ہے اور انشاءاللہ ہم کوشش کریں گے کہ ان کا انتظام کیا جائے فی الحال ایسا کوئی بندوبست نہیں کہ ہم یہ بسیں فوری طور پر چلا سکیں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! لاہور میں تو ایک بس ہو گئی، ان کے پاس لاہور سے باہر کے لئے کیا plan ہے تاکہ معزز ممبران کو بھی اس کا پتا چل سکے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ TDCP کے تحت transport چلتی رہی ہے لیکن جب government transport بند ہوئی تو یہ بسیں بھی بند ہو گئی تھیں وہ گاڑیاں پرائیویٹ لوگوں کی تھیں اور اس وقت اتنا زیادہ loss ہو چکا تھا کہ گورنمنٹ اس کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی لیکن ہم کوشش کریں گے کہ اب وہ سسٹم دوبارہ شروع کیا جائے اور جو لوگ ہمارے ساتھ private ownership پر بسیں چلانا چاہیں گے ہم انشاءاللہ انہیں موقع provide کریں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پنجاب میں دو International Air Port ہیں اور باہر سے آنے والے زیادہ tourists ان Airports پر آتے ہیں جہاں پر ٹیکسی تک کے لئے سودا کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہ خود بسیں نہیں چلا سکتے تو کیا یہ private tour operators کو license جاری کر سکتے ہیں، کیا ان کا کوئی اس قسم کا منصوبہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں اپنے honourable Member کو یہ بتانا چاہوں گا کہ Allama Iqbal International Air Port Lahore پر ہمارا Information Centre موجود ہے جو بھی ملکی یا غیر ملکی tourists آتے ہیں ان کو مکمل information دے کر facilitate کرتے ہیں۔ ہم نے VIP lounge پر بھی اپنا cabin بنایا ہوا ہے وہاں پر جس قسم کی information مانگی جاتی ہے وہ ہمارے employees دیتے ہیں۔ ہم نے tourism کو promote کیا ہے۔ سب کو پتا ہو گا کہ یہ محکمہ 2004 میں بنا تھا لیکن اب ہم نے اللہ کی رحمت سے regional headquarters پر دفاتر وغیرہ shift کر دیئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب اس میں کافی improvements لائے ہیں اور ہم اس پر مزید کام کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے وہاں ایک ڈیسک رکھا ہو گا، سٹاف بھی وہاں ہو گا آپ کے پاس تو transport ہی نہیں ہے تو پھر آپ کیسے facilitate کرتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ہم نے tourists کو guideline مہیا کرنی ہوتی ہے وہ کسی ہوٹل میں جانا چاہیں۔ تو ہم ان کی رہنمائی کرتے ہیں ہماری پہلی ڈیوٹی یہی ہے کہ ہم انہیں guideline provide کر سکیں اور وہ ہم پورے طریقے سے کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ لکھ کر لگا دیں کہ مفت مشورہ جات دیئے جاتے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا دوسرا حصہ تھا کہ آپ کسی بھی International Air Port پر اترتے ہیں تو وہاں مختلف کمپنیوں کے tourist stalls ہوتے ہیں، وہ licensed کمپنیاں ہوتی ہیں ان کے rates منظور شدہ ہوتے ہیں اگر یہ خود نہیں کر سکتے تو کم از کم tour operators کو اجازت دے دیں اور tourism کی promotion کے لئے آئندہ پانچ سال میں ان کے کیا targets ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! Federal tourism license جاری کرتا ہے کیونکہ وہاں پر ایک پورا setup موجود ہے ہم پنجاب کی سطح پر جو کچھ کر سکتے ہیں وہ کر رہے ہیں۔ ہم ان کو باور کرواتے ہیں کہ tourists ہم further facilitate کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سوہل صاحب!

جناب محمد یٰسین سوہل: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ج) میں لکھا ہے کہ 21 لاکھ 65 ہزار 290 روپے ایک van کی آمدن ہے میں نہیں مانتا کہ ایک van کی اتنی آمدن ہو، اگر واقعی اتنی آمدن ہے تو یہ مزید بسیں اور vans کیوں نہیں خریدتے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! انہوں نے دو سال کی income پوچھی تھی وہ ان کو بتا دی گئی ہے اس میں انہوں نے اخراجات نہیں پوچھے تھے اگر اخراجات شامل ہوں گے تو وہ تقریباً نزدیک نزدیک ہوگا اس میں profit نہیں ہے۔ آپ نے آمدن کا پوچھا تھا وہ ہم نے بتا دیا ہے اگر آپ further profit کا پوچھیں گے تو ہم اس کے لئے information دینے کے لئے تیار ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جواب دیا کہ license وفاقی حکومت دیتی ہے کیا Punjab Tourism کے tour operators کو license دینے کا اختیار ہم نے وفاق کو دیا ہوا ہے اور ہم نے یہ اختیار انہیں کب دیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس میں طریق کار کو تبدیل کیا جا سکتا ہے، اچھی suggestions آئیں تو ہم ان سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ مزید میں یہ کہنا چاہوں گا کہ Punjab Tourism کے پاس پانچ institutes ہیں جو ہم نے پرائیویٹ لوگوں کو دیئے تھے تاکہ ان سے ہمیں اچھا return ملے۔ اسی طرح ہمیں license دینے پر بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے اس پر بھی بہتری لائی جا سکتی ہے۔ ہم اس کے لئے بالکل حاضر ہیں ہمیں یہ اچھی suggestions دیں تو انشاءاللہ اس پر بات کی جا سکتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کا سوال تھا کہ tour operators کو license دینے کا ان کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟ ابھی تک اس لمبے سارے جواب میں ان کا جواب میری سمجھ میں تو نہیں آیا اس کا مختصر جواب ہاں یا نہ میں دیں اتنی لمبی کہانی کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ماشاءاللہ محسن لغاری صاحب کی بڑی اچھی بات ہے لیکن ابھی تک تو یہ اختیار Federal Government کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا تحرک کر سکتے ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): دیکھیں! جی، فی الحال تو میں نہیں کر سکتا اور اگر یہ suggestions دیں گے تو اس پر بات ہو سکتی ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہو گی کہ جب Tourism Department کوئی کام کر ہی نہیں سکتا ابھی انہوں نے کہا کہ ہم brusher and guideline دے سکتے ہیں تو brusher کے لئے اتنا بڑا محکمہ بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ پنجاب پہلے ہی deficit میں جا رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس محکمے پر اتنے زیادہ اخراجات آ رہے ہیں تو اس محکمے کو ختم کر دینا ہی بہتر ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کو promote کر رہے ہیں اور planning کر رہے ہیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ تو دیوانے کا خواب ہے۔ یہ معلوم نہیں کب پورا ہو گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی بات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ یہ ڈیپارٹمنٹ 2004 میں بنایا گیا تھا تو ابھی اس پر کام ہو رہا تھا، ابھی تو اس کی ابتداء تھی کہ پچھلی حکومت ختم ہو گئی لیکن اللہ کی رحمت سے ہم نے یہ کیا ہے کہ اس محکمے کے پاس تو اپنا دفتر ہی نہیں تھا۔ ہم نے جوہر ٹاؤن میں چار کنال جگہ لے لی ہے۔ ہم نے اس کی ادائیگی کر دی ہے۔ انشاء اللہ اب ٹورزم ڈیپارٹمنٹ اپنا آفس بنا لے گا۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ غلط کہہ رہے ہیں۔ کیا محکمہ 2004 کو بنا تھا؟

جناب سپیکر: وہ دفتر کی بات کر رہے ہیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: یہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ 2004 میں بنا ہے۔ یہ محکمہ 2004 میں نہیں بنا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انھوں نے غلط جواب دیا ہے۔ میں اس پر تحریک استحقاق پیش کرنے کا حق رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے formally information دی ہے۔ یہ آپ کا question نہیں تھا۔ اب یہ fresh question دے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انھوں نے statement دی ہے کہ 2004 میں یہ محکمہ بنا ہے۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ محکمہ کب بنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! TDCP 1987 میں بنی تھی اور ٹورزم ڈیپارٹمنٹ باقاعدہ 2004 میں بنا ہے۔ میں نے یہ بات کی ہے اور on record کہہ رہا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اب انھوں نے بات clear کر دی ہے۔

جناب سپیکر: اب ہم اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1629 ہے۔

لاہور / گوجرانوالہ، کم عمر بچوں سے جبری مشقت کے کیسز کی تفصیل

*1629: **محترمہ آمنہ الفت:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2008 کے دوران لاہور / گوجرانوالہ میں کم عمر بچوں سے کم اجرت پر جبری مشقت کرانے کے حوالے سے محکمہ کو عوام کی طرف سے کتنی درخواستیں موصول ہوئیں؟

(ب) جس فیکٹری، کارخانہ یا فرم کے خلاف درخواستیں موصول ہوئیں ان کے نام، پتا اور کاروبار کی نوعیت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز ان کے خلاف کیا قانونی کارروائی کی گئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کسی فیکٹری یا کارخانہ میں بچوں سے انتہائی کم اجرت پر جبری مشقت کروانے کے خلاف اگر کوئی تحریری درخواست آئے تو محکمہ کے لوگ ان فیکٹری والوں سے رشوت لے کر ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کرتے؟

(د) محکمہ اس معاملے میں کیا بہتری لے کر آیا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) صوبائی محکمہ محنت کے ضلعی دفاتر برائے لاہور اور گوجرانوالہ سے معلومات حاصل کی گئی ہیں جن کے مطابق لاہور یا گوجرانوالہ میں کم عمر بچوں سے جبری مشقت کروانے کے حوالے سے عوام کی طرف سے کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) چونکہ عوام کی طرف سے کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی اس لئے کسی فیکٹری، کارخانہ یا فرم کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔

(د) بچوں کی مشقت سے متعلق قومی پالیسی اور حکمت عملی کے تحت 2001 میں وزارت محنت حکومت پاکستان نے بچوں سے مشقت کے خاتمے کے لئے قومی پالیسی اور حکمت عملی کا اعلان کیا۔ اس پالیسی کے تحت بچوں کی تعلیم کے فروغ کے ذریعے ان کو لیبر مارکیٹ سے دور رکھنے سے متعلق بچوں کو فنی تربیت کرنے کے مواقع فراہم کرنے اور دیگر اقدامات پر زور دیا گیا ہے۔ اس میں حکومتی اداروں کے ساتھ NGOs، ٹریڈ یونینز اور عالمی اداروں کا بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے تعاون پر زور دیا گیا ہے۔

حکومت پنجاب نے بچوں کی مشقت اور جبری مشقت کے خاتمے کے لئے بہت سے اقدام کئے ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل یہ ہیں۔

(1) فٹبال کی صنعت سے بچوں کی مشقت کے خاتمے کے لئے حکومت نے ILO اور دوسری بین الاقوامی ایجنسیوں کے ساتھ مل کر ایک پروگرام سیالکوٹ میں شروع کیا ہے جس کے تحت 10572 مزدور بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا غیر روایتی طریقہ اپنایا گیا ہے اور ان میں سے 5838 بچوں کو مزید تعلیم کے لئے عام سکولوں میں داخل کرایا گیا ہے۔

(2) پاکستان میں بچوں کی مشقت کے بدترین اقسام کے خاتمے کا محدود مدتی پروگرام شروع کیا گیا ہے۔ جس کے تحت آلات جراحی کی صنعت میں IPEC-ILO کے تعاون سے سیالکوٹ میں ایک بڑے منصوبے کا آغاز کیا گیا ہے تاکہ اس صنعت میں بچوں کی مشقت کا سدباب ہو سکے جس کے تحت 1500 بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ غیر روایتی سکولوں میں تعلیم دلوانے کا بندوبست کیا گیا۔

(3) تمام جبری مشقت کے شکار کارکنان کو مفت قانونی امداد کے لئے محکمہ محنت وانسانی وسائل حکومت پنجاب نے ایک لیگل ایڈ سروس یونٹ قائم کیا ہے۔ تمام کارکنان اس سلسلے میں فری ہیلپ لائن نمبر 080033888 پر براہ راست شکایت درج کرواسکتے ہیں۔

(4) حکومت پنجاب نے جبری مشقت کے خاتمے کے قانون مجریہ 1992 کے نفاذ کو یقینی بنانے اور اس سلسلے میں متعلقہ اہلکاروں کی استعداد کار بڑھانے کی خاطر اقدامات کئے ہیں۔

(5) صوبہ پنجاب میں بھٹہ جات سے جبری مشقت کے مکمل خاتمہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) برائے سال 09-2008 میں ایک نئی ترقیاتی سکیم شروع کی گئی ہے جس کے تحت لاہور اور قصور میں بھٹہ جات پر جبری مشقت کے مکمل خاتمہ کے لئے اقدامات پیش کئے جائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ سوال بچوں سے جبری مشقت کے حوالے سے پوچھا گیا تھا۔ اس پر محکمے کی طرف سے جواب آیا ہے کہ بچوں سے جبری مشقت کے حوالے سے کبھی بھی کوئی درخواست عوام کی طرف سے موصول نہیں ہوئی۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مجھے اس جواب کی صداقت پر یقین نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انھوں نے جو جواب دیا ہے اگر اس کے خلاف آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے تو سامنے لائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں ایک نمبر دیا گیا ہے کہ 080033888 پر براہ راست شکایت درج کرواسکتے ہیں۔ مجھے یہ نمبر پڑھ کر بھی ذہن نشین نہیں ہو رہا، اس نمبر کی کوئی تشہیر نہیں ہوئی اور نہ ہی اسے کوئی جانتا ہے۔ 1122 جس طرح ہر ایک کی زبان پر ہے۔ یہ اتنا اہم محکمہ ہے کہ بچوں سے جبری مشقت کروائی جارہی ہوتی ہے۔ میں نے ہی 10/8 مہینے پہلے دو بچے چائلڈ پروٹیکشن بیورو کو بھجوائے تھے جنھیں مارا پیٹا جارہا تھا، سگریٹ سے داغا جارہا تھا، انھیں قید میں رکھا جارہا تھا اور ان سے مشقت کروائی جارہی تھی۔ میں نے اندرون شہر سے کیس پکڑ کر بھیجا تھا۔ میرا تو ایک تعلق تھا جس کے ذریعے میں نے ان متاثرہ بچوں کو چائلڈ پروٹیکشن بیورو بھجوادیا لیکن اس نمبر کی کوئی تشہیر نہیں ہے۔ میں محترم وزیر سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ اتنا اہم نمبر ہے، اسے اتنا چھپا کر کیوں رکھا ہوا ہے، کیا اس ٹیلیفون نمبر کی تشہیر نہیں ہونی چاہئے؟

جناب سپیکر: انھوں نے کتاب میں شائع تو کر دیا ہے۔ انھوں نے چھپا کر نہیں رکھا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انھوں نے کتاب کے اندر لکھ کر چپکے سے اسمبلی میں بھیجا ہے۔ اس کی تو مناسب طریقے سے تشہیر ہر اخبار اور ٹی وی چینل پر ہونی چاہئے اس کے علاوہ جگہ جگہ لکھا ہونا چاہئے تاکہ اگر کسی کو ایسا بچہ نظر آتا ہے جس سے جبری مشقت کروائی جارہی ہے، کوئی بچہ کسی مشکل میں ہے تو فوری طور پر وہ شہری اس کی اطلاع دے سکے۔ ہمیں اس طرح کے نمبر کا اجراء کرنا چاہئے جیسے 1122 کا نمبر ہے۔ اس طرح کے نمبر پر فوری طور پر اطلاع کی جاسکتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر محنت!

وزیر محنت وانسانی وسائل(جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!میں اپنی بہن سے گزارش کروں گا کہ انھوں نے جو تبصرہ فرمایا ہے وہ اپنے سوال سے بالکل ہٹ گئی ہیں۔انھوں نے توجہ نہیں کی کہ سوال کیا کیا تھا اور تبصرہ کس بات پر کیا ہے۔ان کا سوال لاہور اور گوجرانوالہ کے بارے میں ہے اس میں جگہ اور وقت specific ہے کہ ان دو شہروں میں2008 کے دوران کتنی درخواستیں موصول ہوئیں اور ان کے اوپر ہم نے کیا اقدامات کئے؟ میں عرض کرتا ہوں کہ 2008 کے دوران لاہور اور گوجرانوالہ کے بارے کتنی درخواستیں موصول ہوئی ہیں اس کا جواب گوش گزار کر دیا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ محترمہ نے جو گفتگو کی ہے اس پر میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے کہ ہم خود inspection نہیں کرتے یا کسی شکایت پر ہم کارروائی نہیں کرتے۔ میں آپ کی معلومات کے لئے کچھ اعدادوشمار پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے ایک بہت متحرک شعبہ Legal Aid Unit کے حوالے سے شروع کیا ہے۔ اس کے اندر ہمیں 164 کے قریب درخواستیں موصول ہوئیں اور 153 کے اوپر ہم نے فیصلے کئے،اس کا ایک پورا طریق کار ہے اور ہم نے اس کے لئے افسران مقرر کئے ہیں۔ ہمارے پاس وکلاء ہیں اور ہیلپ لائن پر ہمیں جو شکایات موصول ہوتی ہیں اس پر ہم فوری رد عمل دیتے ہیں اور فیصلے کرتے ہیں۔ ہماری پہلی ترجیح یہ ہوتی ہے کہ اس شکایت کی صحت کو پہلے جانچ لیں کہ اس کے اندر سچائی کتنی ہے اس کے لئے ہم field work کرتے ہیں۔میر الیبر افسر خود موقع پر جا کر شکایت کی تفصیلات معلوم کرتا ہے۔ ہم پہلے مرحلہ میں کوشش کرتے ہیں کہ شکایت کنندہ کو موقع پر ریلیف دلا سکیں۔ میں اپنی بہن کی اس سلسلے میں فکر کو خوش آمدید کہتا ہوں اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس طرح کا کوئی واقعہ بھی جب کہیں، کسی جگہ ہو گا تو آپ کو ایک متحرک لیبر ڈیپارٹمنٹ اس شکایت کنندہ کی مدد کے لئے نظر آئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت:جناب سپیکر!میں نے یہ پوچھا ہے کہ اس نمبر کو مشتہر کب سے کریں گے؟

جناب سپیکر:اس کو مشتہر کرنے کی مہم کو تیز کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انھوں نے یہ جواب دیا ہے کہ سیالکوٹ میں بچوں کو کام کے ساتھ ساتھ تعلیم دینے کا طریق کار اپنایا گیا ہے۔ اس میں انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مزید بچوں کو عام سکولوں میں داخل کروایا گیا ہے۔

جناب والا! یہ صرف سیالکوٹ کی حد تک کیوں محدود ہے، کیا اس پروگرام کو دوسرے شہروں میں لے جانے کا سلسلہ کیا جا رہا ہے کیونکہ پورے پنجاب میں ایسے بچے موجود ہیں جن سے جبری مشقت لی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر محنت!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور یہ جو رہنمائی فرما رہی ہیں میں اس پر ان کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! چائلڈ لیبر جہالت کی ایک وجہ ہے۔ مجھے ایوان میں یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ تعلیم کے لئے جو اقدامات لیبر ڈیپارٹمنٹ کر رہا ہے وہ صرف سیالکوٹ تک محدود نہیں ہیں بلکہ پورے پنجاب کے لئے ہیں۔ اس سال جب تعلیمی سال شروع ہو گا تو ہم advertise کر رہے ہیں اور ہم نے اخبارات کے ذریعے بھی ایک مہم چلائی ہے۔ میں خود اور میرے محکمے کے لوگ مزدوروں کے پاس جا رہے ہیں اور ہم ان کے لئے تعلیم کے مواقع پیدا کر رہے ہیں۔ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہونے جا رہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے اپنی بہن کو عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ جہاں پر لیبر ڈیپارٹمنٹ کے سکول موجود نہیں ہیں وہاں ہم نے مزدوروں کے بچوں کو offer کی ہے کہ وہ Educators اور DPS سکولوں میں یا پاکستان میں جتنا بھی مہنگا سکول ہے وہ وہاں پر داخل ہوں ان کی فیسیں، کتابیں، یونیفارم اور ٹرانسپورٹ لیبر ڈیپارٹمنٹ مہیا کرے گا۔

جناب سپیکر! میں اس سے آگے جا کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے approve کیا ہے کہ ہم صرف مزدوروں کے بچوں کے لئے ایک specific Medical College لاہور میں اس سال سے شروع کر رہے ہیں جہاں 50 فیصد بچے مزدوروں کے ہوں گے اور 50 فیصد دوسرے ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ میں اپنی بہن اور House سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی مزدور کا بچہ پاکستان یا بیرون ملک جہاں بھی تعلیم حاصل کرنا چاہے گا، ہم اسے scholarships دیں گے۔ میں اپنے House کے ممبران سے منتظر رہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس بات پر انہیں شاباش تو دے دیں، اچھی بات تو میرے خیال میں یہی ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! آج کے ان سوالات کے وقفے کے سبب میں House سے درخواست گزار ہوں کہ ہم ہر تحصیل اور ضلع میں مزدور بچوں کے لئے سکول بنانا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس فنڈز اور وسائل کی کمی نہیں ہے لہذا معزز ممبران ان تحصیلوں اور اضلاع میں جگہ خریدنے یا سرکاری جگہ دینے میں ہماری معاونت کریں، ہم انشاءاللہ ایک سال کے اندر وہاں پر سکول شروع کر دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب ضمنی سوال پڑھیں۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (الف) میں انہوں نے کہا کہ عوام کی طرف سے ایک بھی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے میں جو Inspectors ہیں، کیا اُن کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ جبری مشقت کی چیکنگ کریں اور کیا وہ ان دو شہروں میں ایک کیس بھی نہیں پکڑ سکے، اس کے علاوہ اس محکمہ میں کتنا عملہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! Inspectors کی کارکردگی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! جبری مشقت کے کیس point out کئے جاتے ہیں، حکومت کے پاس شکایت درج کرائی جاتی ہے اور علم میں لایا جاتا ہے جس کے اوپر ہمیں action لینا پڑتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ 164 کیسوں میں سے 153 پر ہم نے

فیصلہ کیا ہے۔کسی کی شکایت پر، محکمہ کو میسر معلومات پر اور خود inspection کر کے ہم نے اس قسم کے کیسوں کا فیصلہ کیا ہے اور اس میں ہم انشاء اللہ سُستی نہیں کرتے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، رانا صاحب! جن کا سوال ہے انہیں اپنی بات کرنے دیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! وہ تو پانچ چھ ضمنی سوال کرتے ہیں جبکہ میں نے تو صرف ایک سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے کوئی پانچ یا چھ سوال نہیں کئے۔ آپ تشریف رکھیں اور اپنے سوال کے لئے خود محنت کیا کریں۔جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے بھائی محترم وزیر نے بڑے اچھے مستقبل کی planning کے حوالے سے بتایا ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے بھائی محترم وزیر نے بڑی اچھی planning مستقبل کے حوالے سے بتائی ہے اور جب اس کے اوپر عملدرآمد ہو جائے گا تو یقیناً ہم ضرور شاباش دیں گے۔ Child rights کے حوالے سے ہم نے بھی ایک Bill جمع کروایا ہوا ہے جس میں ہم ان کی مدد کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہتی ہوں کہ child rights کے حوالے سے انہوں نے کوئی قواعد وضوابط بنائے ہیں یا کوئی ایسی definition بنائی ہے کہ جس کو مشتہر کیا جا سکے تا کہ لوگوں کو awareness ہو کہ بچوں کے لئے کیا قواعد وضوابط ہیں اور child rights میں کیا کیا چیز فعال کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اس سلسلے میں 1991 کا ایک ایکٹ موجود ہے اور جو بچے صنعتی اداروں کے اندر کام کرتے ہیں تو ہم ان بچوں کے حقوق کی بات 1991 کے ایکٹ کے تحت کرتے ہیں۔ اب 14 سال کی عمر تک کے بچوں پر کسی طرح کی

ملازمت یا کام کرنے پر قانون نے پابندی نافذ کی ہوئی ہے اور جو شخص بھی 14 سال سے کم عمر بچوں سے مشقت لیتا ہے وہ قانون کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ابھی 14 سال سے لے کر 18 سال کے اندر قانون نے کچھ شعبوں کے اندر نو عمر بچوں کو کام کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے اور اُس میں ایسے شعبے کہ جہاں پر حادثات کے chances زیادہ ہوتے ہیں وہاں پر 14 سال سے 18 سال کے بچوں کے کام کرنے کی بھی پابندی ہے۔ ہم اس پر شکایتیں وصول کرتے رہتے ہیں اوران کے تدارک کی بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ ہم اکثر جبری مشقت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ آپ یقین کیجئے کہ اس قسم کے واقعات کافی کم ہوتے ہیں کیونکہ زیادہ تر لوگ غربت کی وجہ سے، اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے، روزگار اور اپنا گھر چلانے کے لئے خود کام کرتے ہیں لیکن میں آپ کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ سیالکوٹ کے اندر I.L.O کے تعاون سے بہت سے سینکڑوں، ہزاروں بچے جو فٹبال بنانے کی صنعت سے منسلک تھے ان بچوں کو ہم نے فیکٹریوں سے نکال کر سکولوں تک پہنچایا ہے اور اُن کے والدین کے لئے scholarships کی صورت میں کچھ رقوم کا بھی انتظام کیا ہے تاکہ والدین اپنے معصوم بچوں کو کام کے لئے ان اداروں میں نہ بھیجیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں نے قواعد وضوابط کو مشتہر کرنے کے حوالے سے سوال کیا تھا کہ کیا منسٹر صاحب child rights کے حوالے سے کوئی قواعد وضوابط لوگوں کی awareness کے لئے جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اگر لوگوں کو قواعد وضوابط معلوم ہوں گے تو کوئی شخص کسی کے rights کی بات کر سکے گا، inform کر سکے گا اور کوئی شکایت کر سکے گا۔ جب تک rights کے حوالے سے قوم کو کوئی علم ہی نہیں ہو گا تو کیسے ان میں شعور آئے گا؟ میں نے اسی لئے کہا ہے کہ محکمے کا ان چیزوں کو مشتہر کرنے کا کوئی plan ہے یا کوئی کتابچہ چھاپا ہوا ہے؟ جس طرح ہم نے child rights کے حوالے سے ایک Bill دیا ہے کیا یہ اُس کو اپنا Bill بنانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟ ہم skilled لوگ ہیں اس لئے یہ ہماری skills سے فائدہ اٹھائیں۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! اس سال پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں تین سال کے لئے ایک پراجیکٹ ہم نے شامل کیا ہے جس کے لئے ہر سال کم از کم ایک کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ ہم documentary films بنا رہے ہیں، اخبارات میں

اشتہار دیئے ہیں اور بھی دینا چاہتے ہیں۔ وہ تمام معلومات جس طرح میری بہن کا خیال ہے کہ اس طبقے تک پہنچنی چاہئیں تو ہم نے اس پر ایک master plan تیار کیا ہوا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ ان دنوں ہم documentary films بنا رہے ہیں جو ہم ان اداروں، بازاروں اور وہ مقامات جہاں پر child labour ہے وہاں پر ہم جا کر ان بچوں کو educate کریں گے اور اُن لوگوں کو انشاء اللہ قانون کی گرفت میں لائیں گے جو یہ child labour کا سبب بنتے ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، اسی پر ہی ابھی ضمنی سوال چلے گا؟

سیدہ ماجدہ زیدی: جی۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں آپ کی مرضی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ بڑا relevant ہے۔ وزیر صاحب نے ابھی فرمایا ہے کہ کروڑوں بچوں کے لئے صرف ایک کروڑ روپے کا فنڈ رکھا ہے۔ دوسرا ابھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ لاہور اور قصور میں بھٹہ مزدوروں کے لئے سکول بنائے ہیں تو میں اُن سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جتنا ان کی وزارت کا period ہے تو کیا صرف یہی بنتا تھا کہ لاہور اور قصور کے بھٹہ مزدوروں کو relief دیا جائے لہٰذا بتایا جائے کہ پنجاب کے دوسرے شہروں میں کب تک سکول بنیں گے میرے خیال میں اس طرح تو کوئی 20/25 سال کا پروگرام لگ رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، انہوں نے تین سال کا بتایا ہے۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! قصور اور لاہور میں پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر دو اضلاع کو ہم نے شامل کیا ہے۔ وہاں ہم نہ صرف ان کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے ان کے بھٹے پر سکول کھول رہے ہیں بلکہ 200 کے قریب سکول under process ہیں جن میں سے 60 کے قریب اِس وقت کام کر رہے ہیں اور باقی اس تعلیمی سال سے شروع کریں گے۔ ان بھٹہ جات کے اوپر ہم نہ صرف تعلیم کے لئے انتظامات کر رہے ہیں بلکہ اس وقت وہ سکول چل رہے ہیں جہاں میں خود visit کرتا ہوں۔ اگلے visit پر میں اپنی بہن کو بھی ساتھ لے کر چلوں گا۔ یہ بھی

سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل ہے جس میں 12۔کروڑ کے قریب ہمارے پاس پیسے میسر ہیں اور ابھی ہم نے کل ہی وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھیجی ہے تو وہاں پر ہم 200 کے قریب اساتذہ تعینات کریں گے۔ یہ بھی تذکرہ کیا گیا کہ باقیوں کو کب سہولیات دی جائیں گی تو اگلے مالی سال کے اندر ہم چار مزید اضلاع جہاں پر بھٹہ جات زیادہ ہیں، اُن کو بھی اس پروگرام میں شامل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میرے خیال میں اگلا سوال لینا چاہئے۔

رانا محمد افضل خان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: نہیں، رانا صاحب! اب اس پر کافی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بڑا اہم سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، اب میں اجازت نہیں دیتا۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر کا ہے۔

میاں نصیر احمد: ان کے ایماء پر سوال نمبر 1478۔ (معزز رکن نے جناب وسیم قادر کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1478 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

محکمہ کے زیر انتظام ٹورسٹ ریزارٹ ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1478: **جناب وسیم قادر:** کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ہذا کے زیر انتظام کتنے ٹورسٹ ریزارٹ ہاؤسز ہیں ہر ایک میں کتنے ٹورسٹ کی رہائش اور کھانے پینے کا بندوبست ہے؟

(ب) ان ٹورسٹ ریزارٹ ہاؤسز کو چلانے پر سالانہ کتنا خرچ اٹھتا ہے اور کتنی سالانہ آمدن ہوتی ہے؟

(ج) کیا ان ریزارٹس میں سہولیات عالمی معیار کے مطابق ہیں، اگر نہیں تو کیا ان میں بہتری پیدا کرنے کی گنجائش ہے اور حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے، آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):

(الف) محکمہ ہذا کے زیر انتظام ٹورسٹ ریزارٹس کی تعداد چھ ہے۔ پڑیاٹہ سکائی رائیڈ میں کھانے پینے کا انتظام ہے۔ باقی تمام ریزارٹس میں رہائش اور کھانے پینے کا بہترین انتظام ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ریزارٹ	رہائش
1-جلو پارک ریزارٹ لاہور	16عدد ڈبل بیڈ رومز
2-چھانگا مانگا ریزارٹ قصور	5عدد ڈبل بیڈ رومز
3-لال سوہانرا ریزارٹ بہاولپور	6عدد ڈبل بیڈ رومز
4-کلر کہار ریزارٹ چکوال	12عدد ڈبل بیڈ رومز
5-فورٹ منرو ریزارٹ ڈیرہ غازی خان	5عدد ڈبل بیڈ رومز

(ب) ٹی ڈی سی پی کے ٹورسٹ ریزارٹس کی سالانہ آمدنی اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

جولائی 2007 تا جون 2008

نام ریزارٹ	آمدن	اخراجات
پتریاٹہ	74,700,608/-	1,43,84,768/-
کلر کہار	95,72,419/-	6,483,654/-
چھانگا مانگا	971,705/-	1,055,820/-
لال سوہانرا	689,001/-	874,301/-
فورٹ منرو	308,576/-	215,596/-

جلو پارک ریزارٹ (بوجہ تزئین و آرائش بند ہے)

(ج) ان ریزارٹس میں سہولیات عالمی معیار کی تو نہیں البتہ معیاری ہیں اور ان میں مزید بہتری کے لئے ادارہ اور حکومت مناسب اقدامات کر رہے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ کلر کہار: کلر کہار ریزارٹ کو اپ گریڈ کیا گیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

سال 07-2006 میں تین ڈبل بیڈ رومز اور ریسٹورنٹ کو اپ گریڈ کیا گیا اور سال 08-2007 میں بھی تین ڈبل بیڈ رومز کو اپ گریڈ کیا تھا۔ باقی چھ کمروں اور ریزارٹ کو مکمل طور پر اپ گریڈ کرنے کا کام جاری ہے۔

2۔ جلو پارک:

جلو پارک ریزارٹ کو بھی اعلیٰ معیار کے مطابق تیار کیا جا رہا ہے اور وہاں رینوویشن کا کام تیزی سے جاری ہے۔

3۔ چھانگا مانگا ریزارٹ:

اس ریزارٹ کو بھی اعلیٰ معیار کے مطابق اپ گریڈ کیا جا رہا ہے اور اس کو مکمل طور پر رینوویٹ کیا جا رہا ہے نیز حکومت اس سلسلے میں مؤثر اقدامات اٹھا رہی ہے۔ موجودہ ریزارٹ کی اپ گریڈیشن کے ساتھ ساتھ کچھ نئے منصوبے شروع کئے گئے ہیں جن میں فورٹ منرو میں چیئر لفٹ کی تنصیب، سخی سرور روڈ، ڈی جی خان اور کھجوٹ، مری میں نئے ٹورسٹ سٹاپ اوور کا قیام شامل ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اس پر ضمنی سوال کرنے سے پہلے اپنے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہی عرض کروں گا کہ TDCP کی آمدنی 100 فیصد حکومت پنجاب کے پاس جاتی ہے۔ اس میں انہوں نے sides بتائی ہیں تو اس حوالے سے یقیناً تین sides ایسی ہیں جو کہ منافع میں جا رہی ہیں۔ International Tourism Agency نے پنجاب کے اندر درجنوں ایسی sides بتائی ہیں جو international tourists کے لئے attractive sides ہیں۔ انہوں نے بارہا اس سوال اور پچھلے سوال میں بھی یہ mention کیا ہے کہ اس کی development اور growth کے لئے کوئی مناسب منصوبہ بندی کی جا رہی ہے یقیناً جب TDCP ان پوائنٹس کی، ان tourist spaces کی منصوبہ بندی کرتی ہے تو روزگار کے مواقع بھی ملتے ہیں اور ان کی maintenance بھی ہوتی ہے۔ میری ان سے پھر گزارش ہے کہ انہوں نے اس promotion کے لئے جو پلان بنایا ہے اس کے چند نکات ہی بتا دیئے جائیں تاکہ پھر میں ضمنی سوال کر سکوں کہ اس ڈیپارٹمنٹ نے متعلقہ insides کی promotion کے لئے اور TDCP کی promotion کے لئے کون سا منصوبہ بنایا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے جو سوال کیا تھا اس کا جواب ہم نے دیا ہے۔ میں اس میں یہ بتانا چاہوں گا کہ محکمہ ہذا کے پاس چھ tourist resorts تھے ان میں پتریاٹہ سکائی رائیڈ میں کھانے پینے کا انتظام ہے۔ باقی تمام resorts میں رہائش اور کھانے پینے کے بہترین انتظامات موجود ہیں۔ نمبر 1 جلو پارک۔ اس میں 16 عدد ڈبل بیڈ موجود ہیں جبکہ یہ عرصہ دراز سے بند تھا لیکن اللہ کی رحمت سے خادم اعلیٰ پنجاب نے خصوصی مہربانی کی اور اس کی renovation پر ایک کروڑ تینتالیس لاکھ روپے کے قریب لگائے وہ جو عرصہ دراز سے بند تھا اور اس کا سالانہ کرایہ 17 لاکھ کے قریب تھا اب اللہ کی رحمت سے ہم نے open auction کے ذریعے پارٹی کو بلایا ہے اور اب وہاں پر جو پارٹی آئی ہے اس نے ہمیں پانچ لاکھ ستر ہزار روپے کی monthly bid دی ہے۔ یہ اسی وجہ سے ہوا ہے کہ ہم نے اس resorts کی upgradation کی ہے اور انشاءاللہ اب revenue بھی generate ہو گا اور جو tourists آئیں گے ہم ان کو اچھے طریقے سے facilitate بھی کر سکیں گے۔ اس کے بعد میں یہ گزارش کروں گا کہ چھانگا مانگا ریزارٹ میں پانچ عدد ڈبل بیڈ موجود ہیں لیکن اس کی حالت بھی بڑی خستہ تھی اس کی بھی renovation کی ہے اور اس میں ہم نے پرائیویٹ کمپنی سے 50 percent profit and loss پر partnership کی ہے۔ اب وہاں پر کام ہو رہا ہے اور وہ upgradation position پر بھی ہے۔ اس کے بعد لال سوہانرا میں چھ عدد ڈبل بیڈ ہیں اور ہم وہاں پر تقریباً چھ کمرے مزید بنا رہے ہیں، وہاں پر میٹنگ ہال بنا رہے ہیں، ڈائننگ ہال بنا رہے ہیں اور اس کے لئے تقریباً چار کروڑ 72 لاکھ روپے رکھے ہیں جس سے یہ ریزارٹ upgrade ہو کر ہمیں output دے گا۔ ہماری حکومت پنجاب کا جو vision ہے کہ ہم tourism کو promote کرنا چاہتے ہیں اس پر واقعی ہم عملدرآمد بھی کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں کلر کہار کے resorts کے حوالے سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر 12 عدد ڈبل بیڈ رومز موجود ہیں۔ ہم نے تین تین کر کے دو سالوں میں ان کو renovate کیا ہے، وہ upgrade ہو چکے ہیں اور چھ کمرے جو بقایا ہیں ان پر کام ہو رہا ہے۔ ہم نے کلر کہار کے ساتھ جھیل کو بھی upgrade کیا ہے اور جھیل کے گردونواح میں ہم نے ایسا موقع دیا ہے کہ جو دور دراز سے tourist آتے ہیں وہ وہاں پر سیر و تفریح کرتے ہیں اور لطف اندوز بھی ہوتے ہیں۔ حکومت پنجاب نے دو سال کے بہت کم

عرصہ میںtourism کو بہت promote کیا ہے۔ فورٹ منرو میں resorts میں پانچ عدد ڈبل بیڈ ہیں وہاں پر کام ہو رہا ہے اور اس کو بھی upgrade کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ جو پڑھ رہے ہیں یہ تو ان کے سامنے ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس بات کو سمجھ لیا جائے کہ انھوں نے جو جواب دے دیا ہے میں نے اس کو پڑھ لیا ہے۔ ان کی یہ مہربانی ہے کہ انہوں نے تین بیڈ کی بجائے چھ بیڈ کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں دوبارہ بتاتا ہوں کہ میرا ضمنی سوال یہ ہے، انہوں نے پچھلے سوال کے جواب میں بھی یہ بتایا ہے کہ ان کا ایکvision ہے اور اس پر عمل ہو رہا ہے۔ یہ تو existing پانچ sights ہیں۔ اگر ویب سائٹس پر جاتے ہیں تو International Tourist Agencies نے درجنوں sights آویزاں کی ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے کہ اس شعبے کی promotion کے لئے جامع حکمت عملی بنالی گئی ہے تو میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ ان sights کے بیڈ رومز بنانے کے علاوہ tourism کو promote کرنے کے لئے کیا حکمت عملی بنائی گئی ہے؟ صرف اس کا جواب دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ابھی انشاء اللہ آپ کی دعاؤں سے اسی مہینے20-19 اور 21 تاریخ کو ہم چولستان میں جیپ ریلی کا انعقاد کر رہے ہیں اور یہ ایک ایسا event ہے جوtourism کوpromote کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے سمجھ نہیں آئی۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سوالhousing resorts کے بارے میں ہے اور ریلی میں کوئیhousing resorts تو نہیں بنتے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!tourism کوpromote کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ سوالresortsکے بارے میں ہے یہ سوال چولستان میں ریلی کرانے سے متعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہTDCPکے بارے میں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت(رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے پوچھا ہے کہ موجودہ حکومتtourismکوpromoteکرنے کے لئے کیا کر رہی ہے تو میں نے وہ بتایا ہے کہ جوresortsہم نےupgradeکروائے ہیں میں نے وہ بات کی ہے۔ ابtourismکی بات ہو رہی ہے تو2005میں پتریاٹہ چیئر لفٹ کا چار کروڑ ستر لاکھ روپےrentتھا اور اس کی حالت بڑی بگڑی ہوئی تھی اللہ کی رحمت سے ہم نے اس کو چار کروڑ روپے کی لاگت سےupgradeکیا ہے اور اب پتریاٹہ چیئر لفٹ سے ہمیں آٹھ کروڑ بائیس لاکھ روپے سالانہ rent آ رہا ہے اور اس سے ہم اس کو promote کر رہے ہیں۔ یہ حکومت پنجاب کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ ہم tourism کو کس طرح promoteکر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایکسپریس وے پر جو روڈ راولپنڈی سے مری جاتا ہے وہاں پر ہم نے کھجوٹ کے مقام پر ایک ریسٹورنٹ بنایا ہے جوtouristsسفر کرتے ہیں اور دو کروڑ روپے کے قریب ہم نے وہاں پر خرچ کئے ہیں۔ میں اپنےHouseکے معزز ممبران کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہر بنس پورہ میں tourism departmentکی150کنال کے قریب جگہ پر مختلف لوگوں نے پچھلے ادوار میں قبضہ کیا ہوا تھا۔ اللہ کی رحمت سے ہم نے ساٹھ کنال جگہ خالی کروالی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

وہاں پر ہمExcellence Centresبنا رہے ہیں کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہtourismکو promote ہونا چاہئے۔ جس طرح خادم اعلیٰ پنجاب کاvisionہے ۔انشاء اللہ ہم اس کو مزید promoteکریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس میں کوئی قباحت نہیں، میں کہوں گا کہ پچھلے اداوار میںtourismپر وہ توجہ نہیں دی گئی جو کہ دینی چاہئے تھی لیکن اب اللہ کی رحمت سے ہم نے جو اس کوpromoteکیا ہے اور میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہtourismنے ننکانہ میں جو سکھ یاتری آتے تھے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ وہ بات کر رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ننکانہ کے قریب سکھ یاتری بھائیوں کے لئے ہم نے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: رانا صاحب! بات وہ کریں جو وہ پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں وہ بتا رہا ہوں جو ہم نے tourism کو promote کیا ہے اور یہی میرے معزز ممبر نے پوچھا ہے۔ ننکانہ کے مقام پر جو ہمارے سکھ یاتری بھائی آتے ہیں ان کو facilitate کرنے کے لئے ہم نے 16 کنال جگہ لی ہے اور 16 کنال جگہ لے کر وہاں پر ہم resorts بنانے لگے ہیں اور ہم نے اس کو ADP میں بھی شامل کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ جی، میاں معین صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! ایک تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو شاباش دیتا ہوں کہ وہ ایک ہی سانس میں اتنا لمبا جواب دے دیتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ چھانگا مانگا میں resort کو upgrade کیا جا رہا ہے یا کیا جانے والا ہے۔ یہ فرما دیں کہ وہ کب تک upgrade ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: آپ اس کا فکر نہ کریں میں خود آپ کو بتاؤں گا۔ آپ یہ سوال رہنے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ج) کے جواب کے آخری پیراگراف میں انہوں نے لکھا ہے کہ ”نیز حکومت اس سلسلے میں موثر اقدامات اٹھا رہی ہے اور موجودہ resorts

کی upgradation کے ساتھ ساتھ کچھ نئے منصوبے شروع کئے گئے ہیں جن میں فورٹ منرو میں chair lift کی تنصیب، سخی سرور روڈ ڈی جی خان اور کھجوٹ مری میں نئے tourist stopover کا قیام شامل ہے۔" میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں کہ سخی سرور کے پاس یہ جو stopover پچھلے دو سال سے بن کے کھڑا ہے اور اس بارے میں مزید کچھ بھی نہیں کیا گیا۔ حکومت کے کروڑوں روپے لگ کر ایک stopover بنا ہوا ہے اس کو چالو نہیں کیا گیا اور دوسرا میں ان کی اطلاع کے لئے عرض کر دوں یا یہ مجھے بتا دیں کہ فورٹ منرو کی چیئر لفٹ کب بنائیں گے؟ تین سال گزر گئے ہیں اور اس کا سروے 2007 میں ہو چکا ہے لیکن اس سروے پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ چیئر لفٹ install کرنے کی کوئی definite date دے دیں؟ کہہ دیں کہ 2012 میں ہو گا، 2014 میں ہو گا، 2088 میں ہو گا۔ جب بھی ہو گا اس کی ایک definite date دے دیں۔ لفاظی میں نہ گھمائیں بلکہ اس کا جواب صرف ایک تاریخ میں چاہئے۔ یہ لمبی سی تقریر شروع کر دیتے ہیں وہ نہیں چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں نے اپنے معزز ممبران کو جو کچھ بتایا یہ بتانا میرا فرض تھا۔ حکومت پنجاب اور میاں محمد شہباز شریف ٹورازم کو promote کر رہے ہیں تو جو اقدامات ہم کر رہے ہیں وہ میں نے بتائے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے صرف تاریخ پوچھی ہے۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ کب تک اسے مکمل کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! سب سے پہلے ہم پینے کے پانی کا مسئلہ حل کروائیں گے۔ ہم نے محکمہ آبپاشی اور ہاؤسنگ سے اس کی تجاویز مانگی ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میرا سوال کچھ اور ہے، میں نے پوچھا ہے کہ فورٹ منرو میں چیئر لفٹ کب تک install ہو گی اور سخی سرور کے تیار resort کو کب تک چالو کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! انہیں cut date بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا وہ گھر ہے لیکن ہم سب سے پہلے وہاں پینے کے پانی کا مسئلہ حل کریں گے۔ہم نے محکمہ آبپاشی اور ہاؤسنگ سے تجاویز مانگی ہیں اور جب وہ ہمیں رپورٹ دیں گے تو فوری طور۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آپ ان کے سوال کا جواب دیں یہ کیا کر رہے ہیں؟ وہ آپ سے فورٹ منرو کی چیئر لفٹ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس پر سروے تو ہوتا رہا ہے لیکن ہم انشاء اللہ اسے مکمل کریں گے اور میں ابھی وہ ڈیڈ لائن نہیں دے سکتا لیکن اسے بہت جلد اور ضرور مکمل کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے حتمی تاریخ مانگی ہے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! وہ آپ کو تاریخ کیسے دیں کیونکہ ابھی تو وہ اس پر کام کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! سخی سرور resort تو دو سال سے بنا ہوا ہے کیا اسے چالو کرنے کی تاریخ بھی نہیں دے سکتے؟

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ چیئر لفٹ کی بات کر رہے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! چیئر لفٹ کے ساتھ سخی سرور resort کا بھی میں نے پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ بہت جلدی بنا دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! وہ تو دو سال سے بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ بھی تو دیکھیں کہ وہ دُور کتنا ہے، کتنا دُور ہے؟ (قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آنے والے ٹورسٹ نے سب سے پہلے پانی پینا ہے تو انہیں پینے والا پانی تو ملنا چاہئے اور میں اسی طرف آ رہا ہوں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!ٹورزم میں پبلک ہیلتھ کا کیسے ذکر آگیا؟

جناب سپیکر: انہوں نے بھی دیکھنا ہے کہ جہاں ہمارے resorts ہیں وہاں پانی کیوں نہیں پہنچتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حکومت وہاں پر عوام کو سہولتیں دینا چاہتی ہے لیکن وہاں پر آمدورفت دیکھیں کتنے مہینے ہوتی ہے اور وہاں پر کتنے لوگ آتے ہیں اس حوالے سے feasibility report بن رہی ہے اور انشاءاللہ ہم بہت جلد اس پر کام کریں گے۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ اگر نزدیک کا سوال کرتے تو وہ جلدی کا بتا دیتے۔ آپ نے سوال ہی بہت دور کا کیا ہے، وہ کافی دُور ہے۔ رانا صاحب! وہ فورٹ منرو کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ چیئر لفٹ کب تک لگ جائے گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! سال میں ڈیڑھ دو ماہ تو وہاں پر آبادی ہوتی ہے اور باقی 10/9 مہینے آمدورفت بہت کم ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر حکومت کے فنڈز لگنے ہیں تو انہیں صحیح ضروریات پر لگایا جائے۔ ہم پیسے کو ضائع نہیں کرنا چاہتے اور ہم اس کی feasibility دیکھ رہے ہیں اگر feasible ہوا تو انشاءاللہ یہ منصوبہ ضرور بنے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم feasibility دیکھ رہے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ شروع کر دیئے گئے ہیں انہیں کہیں کہ وہ اس کا آخری پیرا پڑھ دیں اگر انہیں پڑھنا نہیں آتا تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ وہ آخری پیرے کی آخری دو لائنیں پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ وہ شروع کیا گیا ہے اور اب وہ کہہ رہے ہیں کہ feasible نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ نہیں کہا کہ feasible نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہوں نے House کو مذاق بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسی باتیں نہ کریں اور انہیں جواب دینے دیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! اگر انہیں پڑھنا نہیں آتا تو آپ پڑھ دیں اور ہم مزید کوئی ضمنی سوال نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ آخری پیرا پڑھ دیں اور کوئی ضمنی سوال نہیں کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں آخری پیرا پڑھتا ہوں وہ سنیں۔ میں آپ کی وساطت سے معزز ممبران کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں اُردو میں پڑھ سکتا ہوں اور مجھے کوئی ایسی problem نہیں ہے جو آپ feel کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔ جب feasibility report بنی ہے تو اس پر کام شروع ہوا ہے۔ اگر سروے ہوا ہے تو اس پر کام بھی شروع ہوا ہے۔ حکومت کا یہ بڑا پروگرام ہے جس میں حکومت کا اتنا زیادہ پیسا invest ہونا ہے۔ ہم نے وہاں پر feasibility report تیار کی ہے جس پر کافی اخراجات آ چکے ہیں اور یہ 1482.991 ملین روپے کے منصوبے کی P&D ڈیپارٹمنٹ نے منظوری دے دی ہے۔ انشاء اللہ یہ ongoing ہے اور پروگرام پر کام ہو رہا ہے۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ feasible نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ کس نے کہا؟ میں نے کہا ہے کہ feasibility report بنی ہوئی ہے اور کام ہو رہا ہے۔ میں یہ بات on ground اور on fact کر رہا ہوں

اور میرے معزز ممبران دیکھیں کہ feasibility report بنی ہے، اس پر کام ہو رہا ہے اور اس پر اخراجات آرہے ہیں۔ پہلے وہ process complete ہوں گے تو then further process آئے گا ناں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم بلڈنگ بنانی شروع کر دیں اور وہاں پر کام شروع کر دیں؟

جناب سپیکر! وہ ساڑھے آٹھ نو سال میں تو نہیں بن سکا اور ہمارے پاس کوئی الہ دین کا چراغ تو نہیں ہے لیکن انشاءاللہ خادم اعلیٰ کا vision ہے کہ ہم ڈی جی خان کے بھائیوں کو promote کرنا چاہتے ہیں۔ ڈی جی خان میں ہمارے وہ کارکن ساتھی رہتے ہیں جنہوں نے آمریت کے دور میں ہمارا ساتھ دیا ہے تو ہم انشاءاللہ تعالیٰ یہ چاہیں گے کہ ان بھائیوں کو support کرتے ہوئے انہیں facilitate کیا جائے اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ کام بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہیں کہیں کہ اس کا آخری پیرا پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ محکمہ کی طرف سے بذریعہ آپ کے آنے والے جواب کا آخری پیراگراف پڑھ دیں۔ انہوں نے یہ commitment کی ہے کہ ہم ضمنی سوال نہیں کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں پڑھ دیتا ہوں موجودہ resorts کی upgradation کے ساتھ ساتھ کچھ نئے منصوبے شروع کئے گئے ہیں جن میں فورٹ منرو میں چیئر لفٹ کی تنصیب، سخی سرور روڈ، ڈی جی خان، کھجوٹ اور مری میں نئے tourist stopover کا قیام شامل ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے floor عنایت فرمایا۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے tourist resorts کی renovation کا مژدہ تو سنایا ہے۔ کیا ازراہ کرم یہ بیان فرمائیں گے کہ ان resorts میں tourists آتے بھی ہیں یا نہیں اگر آتے ہیں تو ان کی تعداد کیا ہے؟ international tourists کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ جو resort آپ نے بنایا ہے ان میں tourists آتے بھی یا نہیں؟ ان کی تعداد بتا دی جائے۔ حضرت! ویسے یہ سوال آپ کا fresh بنتا ہے۔ آپ اتنا ضرور پوچھ لیں کہ ان میں tourists آتے ہیں یا نہیں؟ اگر ان کی تعداد پوچھیں گے تو اس کے لئے آپ کو نیا سوال دینا ہو گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! چلئے اتنا ہی پوچھ لیتے ہیں کہ tourists آتے بھی ہیں یا نہیں، کیا ان میں international tourists بھی شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میاں رفیق صاحب نے بالکل ٹھیک سوال پوچھا ہے کہ اب tourists آتے ہیں یا نہیں؟ میں ببانگ دہل یہ کہوں گا کہ آمریت کے دور میں جس طرح دہشت گردی promote ہوئی، جس طرح بجلی اور سوئی گیس مہنگی ہوئی اس وجہ سے tourists نے آنا چھوڑ دیا۔

جناب سپیکر: اب question hour ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس لاہور میں گاڑیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2141: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس لاہور میں گاڑیوں کی تعداد کیا ہے، یہ کتنے سی سی اور کون سے ماڈل کی ہیں یہ کب خریدی گئیں ان کی خرید کے لئے اخبار میں کب اشتہار دیا گیا، اشتہارات کی نقول نیز کن کن فرموں نے ٹینڈر میں حصہ لیا تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) یہ گاڑیاں کن آفیسرز کے زیر استعمال ہیں اور کس اتھارٹی کے حکم سے ان آرڈرز کی کاپی فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ گاڑیوں کے ماہانہ پٹرول بل کی جولائی 2006 سے اب تک ہر گاڑی کی مرمت کے اخراجات کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ فراہم کی جائے؟

(د) ہیڈ آفس لاہور میں ڈرائیور، نائب قاصد، مالی اور چوکیدار کی تعداد اور گریڈ نیز کہاں کہاں ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں؟

(ہ) ہیڈ آفس میں قائم ریسٹ ہاؤس کے جنوری 2006 سے اب تک کی آمدن / اخراجات کی تفصیل اور بکنگ کے اختیارات کس کے پاس ہیں اور اس عرصہ میں کون کس کے حکم کے تحت رہائش پذیر رہا، اس کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف)

(i) پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس میں کل گاڑیوں کی تعداد 46 ہے جس کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ii) ان گاڑیوں کے ماڈل، انجن کی تفصیل اور خریداری کے متعلق تفصیل بطور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(iii) مذکورہ گاڑیوں کے خریدنے کے متعلق اشتہارات اور دیگر متعلقہ دستاویزات بطور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں اور جس مجاز اتھارٹی نے ان کی الاٹمنٹ کی تھی ان کی تفصیل بطور ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ گاڑیوں کے پٹرول بل جولائی 2006 تا حال اور ان کی مرمت کے اخراجات کی تفصیل بطور ضمیمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ہیڈ آفس لاہور میں ڈرائیورز، نائب قاصد، مالی اور چوکیداروں کی تعداد گریڈ اور ان کی تعیناتی سے متعلق تفصیل بطور ضمیمہ (و) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) 1996 سے سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس میں کوئی ریسٹ ہاؤس ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں کوئی بکنگ یا آمدن ہوتی ہے۔ مزید برآں سابقہ ریسٹ ہاؤس کے کمرے بطور دفتر استعمال ہو رہے ہیں۔

ضلع فیصل آباد میں سیاحت کے فروغ کی تفصیلات

*2709: جناب شفیق احمد گجر: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع فیصل آباد میں ٹورزم کے فروغ کے لئے 2002 تا 2005 جو اقدامات اٹھائے گئے ان سے آگاہ فرمائیں اور اس عرصہ کے دوران محکمہ کی انکم میں کیا اضافہ ہوا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائیں؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن آف پنجاب لمیٹڈ نے ضلع فیصل آباد میں سیاحت کے فروغ اور ٹورزم اینڈ ہوٹل انڈسٹری کو پروفیشنل اور ہنر مند افرادی قوت مہیا کرنے کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کے اشتراک سے جنوری 2004 میں ایک ادارہ "انسٹیٹیوٹ آف ٹورزم اینڈ ہوٹل مینجمنٹ" کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں ایک سالہ ڈپلومہ "ٹورزم اینڈ ہوٹل مینجمنٹ" کروایا جاتا ہے۔ یہ کورس اب تک کامیابی سے جاری ہے اور یہاں سے فارغ التحصیل طلباء اور طالبات اس انڈسٹری میں شمولیت اختیار کر کے اس کے فروغ میں ممد و معاون ثابت ہو رہے ہیں۔

جولائی 2004، جون 2005 تک ابتدائی کورس میں 125 طلباء / طالبات نے داخلہ حاصل کیا۔ TDCP کو شراکت کی بنیاد پر اس کورس سے -/395068 روپے کی آمدن ہوئی۔

سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*2497: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد کا کل کتنا رقبہ ہے اور کتنا پیرامیڈیکل سٹاف ہے؟
(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال کو ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ دیا گیا ہے؟
(ج) متذکرہ ہسپتال کو ٹیچنگ کا درجہ کس سال اور کس نے دیا؟
(د) متذکرہ ہسپتال میں سال 2007 کے دوران کتنے مریضوں کا علاج معالجہ کیا گیا؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) موجودہ سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد 300 بستروں پر مشتمل ہے جس کا کل رقبہ 48 کنال 3 مرلے ہے۔ جس میں سے 36 کنال رقبہ پر ہسپتال کی عمارت تعمیر کی گئی ہے جبکہ 12 کنال 3 مرلہ رقبہ پر ڈاکٹر حضرات اور دیگر سٹاف کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں۔ اس ہسپتال میں تعینات پیرامیڈیکل سٹاف کی تعداد 250 ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) یہ درست نہ ہے۔ سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد کو تاحال ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ نہیں دیا گیا ہے۔
(ج) جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ سوشل سکیورٹی ہسپتال فیصل آباد کو تاحال ٹیچنگ ہسپتال کا درجہ نہیں دیا گیا ہے۔
(د) سال 2007 کے دوران متذکرہ ہسپتال میں 2,29,937 مریضوں کا علاج معالجہ کیا گیا۔

اوکاڑہ میں سیاحتی مرکز کھولنے کا مسئلہ

*3083: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-
کیا ضلع اوکاڑہ میں محکمہ سیاحت کوئی سیاحتی مرکز کھولنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

محکمہ سیاحت اوکاڑہ میں فی الحال کوئی سیاحتی مرکز کھولنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور نہ ہی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ایسی کوئی سکیم شامل ہے۔

گھروں میں کام کرنے والے بچوں کو چائلڈ لیبر میں شمار کرنے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*2520: **محترمہ عارفہ خالد پرویز:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گھروں میں کام کرنے والے بچوں کو بھی چائلڈ لیبر کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گھروں میں کام کرنے والے بچوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے حکومت نے کوئی ٹیم تشکیل دی ہے؟

(ج) کیا گھروں میں کام کرنے والے بچوں کو کام سے ہٹانے کے بعد counseling کی جاتی ہے اور ایسے گھرانے جو ان بچوں کی محنت پر چل رہے ہیں ان کی مالی معاونت کی جاتی ہے اگر ہاں تو اس بارے میں مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) گھروں میں کام کرنے والے افراد (Home Based Workers) بشمول بچوں کی گھروں میں ملازمت کے لئے کوئی قانون فی الحال نافذ العمل نہیں ہے۔ بچوں کی ملازمت کے بارے قانون ملازمت اطفال مجریہ 1991 موجود ہے۔ جس کے تحت خطرناک قسم کے پیداواری عوامل میں بچوں کی ملازمت ممنوع ہے جبکہ بے ضرر پیداواری عوامل میں یہ قانون بچوں کی ملازمت کو باقاعدہ بناتا ہے۔ اس قانون میں گھروں میں کام کرنے والے بچوں کی ملازمت پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے۔

(ب) محکمہ محنت میں حکومت پنجاب نے ایسی کوئی ٹیم تشکیل نہ دی ہے۔

(ج) گھروں میں کام کرنے والے بچوں کو کام سے ہٹانے یا ان کے والدین کی مالی معاونت حکومتی سطح پر نہیں کی جاتی ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی پروگرام زیر غور ہے۔

نئے ٹورسٹ ریزارٹس بنانے کا معاملہ و دیگر تفصیلات

*3084: **محترمہ عائشہ جاوید:** کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ہذا کتنے نئے ٹورسٹ ریزارٹس بنانے کا ارادہ رکھتا ہے اور کس کس مقام پر آگاہ کریں؟

(ب) 09-2008 میں محکمہ کا کتنا بجٹ مختص کیا گیا تھا اور اس بجٹ سے tourists کے لئے کیا کیا مزید سہولیات فراہم کی گئیں؟

(ج) 09-2008 میں ٹورزم کی ترقی کے لئے کیا نئے اقدامات اٹھائے گئے ان سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت محکمہ نئے مالی سال 10-2009 میں مندرجہ ذیل منصوبے (پراجیکٹ) بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔

1- ماڑی ٹوپ ضلع راجن پور کے مقام پر ٹورسٹ ریزارٹ بنانے کے لئے feasibility study کروائی جائے گی تاکہ سیاحوں کو سہولیات فراہم کی جاسکیں۔

2- ننکانہ صاحب میں ٹورسٹ ریزارٹ کی تعمیر کا منصوبہ

3- کھیوڑہ ضلع جہلم میں سیاحوں کی سہولیات کے لئے ٹورسٹ ریزارٹ کی تعمیر کا منصوبہ

4- چولستان (دراوڑ فورٹ) میں ٹورسٹ ویلج کی تعمیر اور دیگر سیاحتی سہولیات کی فراہمی کے لئے منصوبہ بندی

(ب) 09-2008 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں محکمہ ہذا کے لئے 100.00 ملین روپے کا بجٹ مختص کیا گیا تھا۔

1- کھجوٹ تحصیل مری (17 میل سے گلہرہ گلی) دورویہ سڑک کے کنارے سروس ایریا کی تعمیر کروائی گئی جس میں مندرجہ ذیل سیاحتی سہولیات فراہم کی گئیں۔

1- ریسٹورنٹ

2- کارپارکنگ

3- باربی کیو ایریا

4- واٹر سپلائی

5- فینسنگ

6- دیگر سیاحتی سہولیات وغیرہ

(2) پتریاٹہ چیئر لفٹ / کیبل کار مری کے مقام پر مزید سہولیات کی اپ گریڈیشن

(3) جوہر ٹاؤن لاہور میں ٹورزم کمپلیکس کی تعمیر کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے جس کے لئے زمین حاصل کی جا چکی ہے اور زمین کی ادائیگی بھی کر دی گئی ہے-اس کی تعمیر سے سیاحوں کو تمام سہولیات ایک ہی چھت کے نیچے میسر ہوں گی-

(ج) 2008-09 میں ٹورزم کی ترقی کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے-

(1) ستمبر 2008 میں پنجاب کے مختلف شہروں میں سیمینار اور مختلف تقریبات کا انعقاد کیا گیا- عالمی ادارہ سیاحت نے 2008 کے لئے جو موضوع دیا تھا اس کا عنوان تھا Tourism responding to the challenge of climate change-سیمنار اسی مناسبت سے ترتیب دیئے گئے تھے جس سے لوگوں کو سیاحت کے بارے میں آگاہی حاصل ہوئی-

(2) اکتوبر 2008 لاہور جیپ ریلی کراس، دریائے راوی کے کنارے ریتلے میدان میں منعقد کی گئی- جس میں پورے ملک سے جیپ ریلی کے شوقین حضرات نے شرکت کی، یہ اپنی نوعیت کی پہلی ریلی تھی اور زندہ دلان لاہور کی ایک کثیر تعداد اس کو دیکھنے آئی-

(3) اکتوبر 2008 میں ہی گجرات میں کومن مین بائیسکل ریس کا انعقاد کیا گیا- جس میں سائیکل ریس کے شوقین حضرات نے کثیر تعداد میں شرکت کی-

(4) فروری 2009 میں والٹن ایئر پورٹ لاہور پر پہلی لاہور ڈریگ ریس کا انعقاد کیا گیا جس میں پورے ملک سے ریس کے شوقین افراد نے حصہ لیا اور ہزاروں کی تعداد میں شائقین اس ریس کو دیکھنے آئے-

(5) مارچ 2009 میں صحرائے چولستان میں دراوڑ کے مقام پر جیپ ریلی کا انعقاد کیا گیا-یہ ریلی ٹی ڈی سی پی پچھلے کئی سالوں سے منعقد کر رہی ہے-اس دفعہ اس میں ٹریکنگ سسٹم کو متعارف کرایا گیا-اس کے علاوہ اونٹ ریس بھی کروائی گئی-اس ریلی سے صحرائے چولستان کو دنیا بھر میں متعارف کرایا گیا- پورے ملک سے ریلی کے شوقین حضرات نے اس میں حصہ لیا- ہزاروں کی تعداد میں مقامی اور پورے ملک سے لوگ اس ریلی کو دیکھنے آئے-

(6) مارچ 2009 میں فیصل آباد میں گھڑ سواری اور فلاور شو کے مقابلے منعقد کئے گئے-

(7) مئی 2009 میں وادی سون میں پیرا گلائیڈنگ مقابلوں کا پہلی دفعہ انعقاد کیا گیا جس سے اس علاقہ کی خوبصورتی اور اہمیت کو روشناس کروایا گیا۔

ان تمام اقدامات کا مقصد ہر علاقہ کی سیاحتی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے جس سے ایک طرف تو مختلف نئے کھیلوں میں حصہ لینے والوں کو موقع مل رہا ہے اور دوسری طرف لوگوں کی ایک بڑی تعداد ان علاقوں کو دیکھنے آئی ہے۔

پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت چلنے والے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2573: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت چلنے والے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے، شہر وار ان کے نام بتائے جائیں؟

(ب) مذکورہ سکولوں میں جو اساتذہ پڑھاتے ہیں ان کی تعداد کیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکولوں کے اساتذہ (میل اینڈ فی میل) کو 60 سالہ سروس ختم کرنے کے بعد ریٹائرمنٹ کے وقت نہ تو کوئی پنشن دی جاتی ہے اور نہ ہی کوئی گریجویٹی اور دیگر سہولیات دی جاتی ہیں جیسا کہ دیگر گورنمنٹ ملازمین کو دی جاتی ہیں؟

(د) اگر ہاں تو کیا حکومت سوشل سیکورٹی کے سکولوں کے اساتذہ و دیگر ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن اور گریجویٹی وغیرہ کی سہولت دینے کے لئے تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب میں ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر اہتمام چلنے والے سکولوں کی کل تعداد 38 ہے جبکہ دیگر مطلوبہ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں پڑھانے والے اساتذہ کرام (میل اینڈ فی میل) کی کل تعداد 752 ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے کہ پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر اہتمام چلنے والے سکولوں میں کام کرنے والے اساتذہ کرام (میل اینڈ فی میل) کو ان کی ریٹائرمنٹ کے وقت نہ تو پنشن دی جاتی ہے اور نہ ہی گریجویٹی اور دیگر سہولیات گورنمنٹ ملازمین کی طرح دی جاتی ہیں۔

(د) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر اہتمام چلنے والے سکولوں میں کام کرنے والے اساتذہ کرام کو پنشن، گریجویٹی جیسی سہولیات نہیں دی جارہیں۔اس مد میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ورکرز ویلفیئر سکولز محکمہ سوشل سکیورٹی کے تحت شروع کئے گئے تھے لیکن 1999 میں ان سکولوں کو پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کے تحت کر دیا گیا جو کہ ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد کے زیر اہتمام چلنے والا ایک خود مختار ادارہ ہے ۔ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد ایک نان پنشن ایبل محکمہ ہے اس لئے ان سکولوں کے اساتذہ کرام اور دیگر ملازمین کو پنشن نہیں دی جاتی۔

کلر کہار، کھاریاں، چنیوٹ کے ٹورسٹ ریزارٹس کی تفصیلات

*3139: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کلر کہار، کھاریاں، چنیوٹ ٹورسٹ ریزارٹس میں کتنے عرصہ سے تزئین و آرائش نہیں ہوئی کیا محکمہ ان کی تزئین و آرائش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک، آگاہ کریں؟

(ب) مذکورہ ریزارٹس سے 08-2007 اور 09-2008 میں کتنی آمدنی ہوئی اور کیا محکمہ ان میں سوئٹس کی تعداد میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ج) مذکورہ ریزارٹس میں سیاحوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں اور کیا ان ریزارٹس کی ڈویلپمنٹ کے لئے 10-2009 کے بجٹ میں فنڈز رکھے جارہے ہیں؟

(د) محکمہ جو ریزارٹس مسلسل خسارے میں جارہے ہیں ان کے لئے کیا لائحہ عمل تیار کر رہا ہے، آگاہ کریں؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) کلر کہار:-

کلر کہار ریزارٹ بارہ کمروں پر مشتمل ہے اس کے چھ کمروں کی مکمل تزئین و آرائش ہو چکی ہے اور بقایا چھ کمروں کی تزئین و آرائش کا کام اگلے مالی سال میں شروع کر دیا جائے گا۔اس کے لئے اگلے سالانہ ڈویلپمنٹ پروگرام میں ایک کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔اس کی تزئین و آرائش کی منصوبہ بندی شروع کر دی گئی ہے۔

کھاریاں:-

یہ ریزارٹ اکتوبر 2002 سے ایک نجی شعبہ کے اشتراک سے چلایا جا رہا ہے۔اس ریزارٹ کو مکمل طور پر renovate کیا ہوا ہے اور اس پر اب بھی کام جاری ہے۔یہ نجی اشتراک 2۔اکتوبر 2012 میں ختم ہو گا۔

چنیوٹ:

اس ریزارٹ کی renovation تقریباً ہو چکی ہے اور اس کی بیرونی landscaping رہتی تھی جو 30۔جون 2009 تک مکمل کر لی جائے گی۔

(ب)

کلر کہار:۔

آمدن	Rs. 95,72,419/- 2007-08
آمدن	Rs. 92,60,777/- 2008-09
	جولائی 2008 تا اپریل 2009

اس ریزارٹ پر محکمہ نئے سوئٹس تعمیر نہیں کر رہا فی الحال اس کے پہلے بیڈ رومز کی renovation ہو گی۔

کھاریاں:

محکمہ نے ریزارٹ نجی شعبہ کو لیز پر دے رکھا ہے اس سے 08-2007 میں -/7,02,000 روپے آمدنی ہوئی اور 09-2008 میں -/7,58,000 روپے لیز کی محکمہ میں وصول کر چکا ہے۔اس ریزارٹ پر سوئٹس کی سہولت موجود نہیں ہے۔

چنیوٹ:

اس ریزارٹ کی 08-2007 میں سیل -/12,27,855 روپے ہوئی اور 09-2008 (جولائی سے اپریل) آمدنی -/6,61,292 روپے ہوئی اس ریزارٹ پر صرف road side restaurant کی سہولت موجود ہے اور فی الحال اس پر سوئٹس بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے کیونکہ نئی منصوبہ سازی کے لئے جگہ ناکافی ہے۔

(ج) مذکورہ ریزارٹس میں سیاحوں کی سہولیات کے لئے ہر ممکنہ بہتر سروس فراہم کی جا رہی ہے۔ تجویز پیش کی جا رہی ہے کہ مذکورہ resorts کی renovation کے لئے 10-2009 میں فنڈ مختص کئے جائیں۔

کلر کہار ریزارٹ کی اپ گریڈیشن کے لئے 10-2009 کے بجٹ میں 10.000 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(د) موجودہ ملکی صورتحال کی وجہ سے چند ایک ریزارٹس خسارے میں جانے کی وجہ سے management نے بہتر حکمت عملی اور upgradation کے بعد ان ریزارٹس کو فائدہ مند بنانے کا منصوبہ تیار کر رکھا ہے جس پر جلد ہی عمل شروع ہو جائے گا۔

صنعتی مزدوروں کے انتقال پر بیوی / بچوں کے لئے سہولیات

*2961: چوہدری محمد اسد اللہ: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کسی رجسٹرڈ صنعتی ادارہ کے مزدور کی وفات پر اس کی بیوہ یا قانونی ورثاء کو کوئی مالی امداد بطور ڈیتھ گرانٹ دیتا ہے اگر ہاں تو کیا؟

(ب) کیا مذکورہ بورڈ کسی مزدور کی وفات کے بعد اس کے بچوں کو جو زیر تعلیم ہوں ان کو کوئی سہولت فراہم کرتا ہے اگر ہاں تو کیا؟

(ج) کیا مذکورہ بورڈ کسی مزدور کی وفات پا جانے پر اس کے بچوں کو ماہانہ وظیفہ بھی دیتا ہے اگر ہاں تو کیا؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ورکرز ویلفیئر فنڈز میں سے دوران سروس وفات پانے والے صنعتی مزدور کی بیوہ یا قانونی ورثاء کو مبلغ تین لاکھ روپے مالی امداد ڈیتھ گرانٹ کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔

(ب) ورکرز ویلفیئر فنڈ کے تحت چلنے والے سکولوں میں داخل شدہ کسی طالب علم کے والد کی دوران سروس وفات کی صورت میں اس تعلیمی ادارے کے لیول تک تعلیم جاری رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ مزید برآں اعلیٰ تعلیم کے وظائف کے لئے بھی ایسی صورت میں طالب علم کو متعلقہ ڈگری مکمل ہونے تک وظائف ادا کئے جاتے ہیں۔

(ج) ڈیتھ گرانٹ، میرج گرانٹ اور تعلیمی وظائف کے علاوہ کسی بھی ورکر یا اس کے بچوں کو کوئی وظیفہ نہیں دیا جاتا۔

جلو پارک، چھانگا مانگا ریزارٹس کی آمدنی و دیگر تفصیلات

*3140: **محترمہ شبینہ ریاض:** کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جلو پارک اور چھانگا مانگا ریزارٹس سے 08-2007 اور 09-2008 میں محکمہ کو کتنی آمدنی ہوئی، کیا یہ آمدنی بتدریج بڑھ رہی ہے اگر کم ہو رہی ہے تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا مذکورہ ریزارٹس کی 09-2008 میں تزئین و آرائش ہوئی اگر ہوئی تو اس پر کتنا خرچ آیا، کیا ان ریزارٹس کی ہر سال تزئین و آرائش کروائی جاتی ہے، اگر ہاں تو پچھلے دو سال میں اس پر کتنا خرچ ہوا؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جلو پارک ریزارٹ:

جلو پارک ریزارٹ 08-2007 اور 09-2008 مکمل طور پر تزئین و آرائش کی وجہ سے بند رہا۔اس کو مکمل طور پر renovate کر کے سیاحوں کے لئے جلد ہی کھول دیا جائے گا۔ 08-2007 اور 09-2008 میں اس ریزارٹ سے محکمہ کو کوئی آمدن نہ ہوئی ہے۔

<u>چھانگا مانگا ریزارٹ:</u>

08-2007 میں چھانگا مانگا ریزارٹ سے -/Rs.9,71,693 آمدن ہوئی۔ 09-2008 جولائی سے تزئین و آرائش کی وجہ سے بند ہے۔اس ریزارٹ کی renovation کے لئے TDCP اور M/s Synergy کے درمیان اشتراک کی بنیاد پر ایک معاہدہ ہو چکا ہے۔اس منصوبہ پر جلد ہی کام شروع ہو جائے گا۔

(ب) جلو پارک ریزارٹ:-

08-2007 میں جلو پارک ریزارٹ پر تزئین و آرائش کا کوئی کام نہیں ہوا ہے اور 09-2008 میں ابھی تک جلو پارک کی تزئین و آرائش پر -/1,24,31,576 روپے خرچ آچکے ہیں اور renovation ابھی تک جاری ہے۔بہت جلد مکمل ہونے کے بعد سیاحوں کی سہولت کے لئے کھول دیا جائے گا۔

چھانگا مانگا ریزارٹ:-

2007-08 میں چھانگامانگاریزارٹ کیrenovationپر-/48,690روپے خرچ ہوئے۔ 2008-09 میں ابھیM/s Synergyکے ساتھ اشتراک کی بنیاد پرrenovation جلد شروع ہو جائے گی۔اس کا تخمینہ تقریباً50لاکھ لگایا گیا ہے۔

صنعتی مزدوروں کو لیبر لاز کے تحت دستیاب سہولیات کی تفصیل

*2962: چودھری محمد اسد اللہ: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت فیکٹریوں میں کام کرنے والے مزدوروں اور دیگر اہلکاران کو لیبر لاز کے تحت سہولیات فراہم کرتی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سہولیات کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ادارہ سوشل سکیورٹی 1967 سے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو مکمل طبی سہولیات کے علاوہ دوسرے مالی فوائد فراہم کر رہا ہے۔

(ب) پنجاب ورکرز ویلفیئر فنڈ آرڈیننس 1971 کے تحت وجود میں آیا ہے اور یہ حکومت پاکستان کا کارپوریٹ ادارہ ہے ۔ ورکرز ویلفیئر فنڈ وزارت محنت وافرادی قوت اور سمندر پار پاکستانیز،اسلام آباد بورڈ ہذا کی فنڈنگ ایجنسی ہے۔

(1) کارکن کی تمام بچیوں کے لئے میرج گرانٹ بحساب ستر ہزار روپے فی کس۔

(2) دوران سروس وفات پا جانے والے کارکنان کے ورثاء کو مالی امداد بحساب تین لاکھ روپے فی کس۔

(3) صنعتی کارکنان /اور ان کے اہل خانہ کے لئے رہائش منصوبے بشمول گھر /فلیٹ پلاٹس کی تکمیل اور الاٹمنٹس۔

(4) کارکنان /کان کنان اور ان کے تمام بچوں کی تعلیمی ضروریات کے پیش نظر درج ذیل درجہ بندی وشرح کے حساب سے وظائف دیئے جاتے ہیں۔

درجہ بندی	تعلیمی معیار	وظائف کی شرح
درجہ بندی-i	انٹرمیڈیٹ یامساوی تعلیم	بحساب1000اور1600روپے ماہوار بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈ
درجہ بندی-II	کالج کی سطح پر گریجوایشن ومساوی تعلیم	بحساب1400اور2300روپے ماہوار

		بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈ
درجہ بندی۔III	کالج کی سطح پر ماسٹرز و مساوی تعلیم	بحساب 1900 اور 2900 روپے ماہوار بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈ
درجہ بندی۔IV	میڈیکل، انجینئرنگ اور یونیورسٹی کی سطح پر گریجوایشن یا پوسٹ گریجوایشن تعلیم	تمام تعلیمی اخراجات بشمول ٹرانسپورٹ، ہوسٹل و میس چارجز کے علاوہ بحساب 2300 اور 3500 روپے ماہوار بالترتیب ڈے سکالرز و بورڈ

(5) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ اس وقت پنجاب بھر کے صنعتی کارکنان کے تمام بچوں کو ورکرز ویلفیئر سکولوں (طلباء و طالبات) جن کی کل تعداد 38 ہے ان میں اس وقت 22996 طلباء و طالبات کو نہ صرف مفت تعلیم فراہم کر رہا ہے بلکہ ان کو گھر سے لانے لے جانے کے لئے ٹرانسپورٹ، کتابیں، کاپیاں، سٹیشنری، یونیفارم اور جوتے بھی فراہم کر رہا ہے۔ مزید برآں پنجاب ورکر ویلفیئر بورڈ ایسے صنعتی کارکنان جو وفات پا چکے ہیں ان کے ورکرز ویلفیئر سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو مذکورہ بالا سہولیات کے علاوہ -/350 روپے ماہانہ وظیفہ بھی دے رہا ہے۔

(6) اب تک پنجاب بھر میں 7 لاکھ تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے 42 لاکھ لواحقین بشمول والدین ادارہ ہذا کی مفت طبی سہولیات اور دوسرے مالی فوائد سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔ ادارہ ہذا کے زیر انتظام 11 بڑے ہسپتال، 5 چھوٹے ہسپتال اور 281 میڈیکل سنٹرز پنجاب بھر میں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مکمل مفت طبی سہولیات مہیا کر رہے ہیں۔ ہر قسم کے پیچیدہ امراض کی تشخیص و علاج کا کام سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں اعلیٰ مہارت سے کیا جا رہا ہے ان طبی سہولیات کے علاوہ درج ذیل مالی فوائد بھی فراہم کئے جا رہے ہیں۔

1۔ بیماری الاؤنس
2۔ زچگی الاؤنس
3۔ عدت الاؤنس
4۔ فوتیدگی الاؤنس
5۔ دوران کار زخمی ہونے کی صورت میں الاؤنس
6۔ معذوری کی صورت میں گریجویٹی
7۔ جزوی معذوری پینشن
8۔ مکمل معذوری پینشن
9۔ پسماندگان کے لئے پینشن
10۔ مالی معاونت

ملتان، سیاحت کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات و دیگر تفصیلات

*4621: **ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر سیاحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سیاحت کے فروغ کے لئے ضلع ملتان میں حکومت کتنے نئے منصوبوں پر عمل کر رہی ہے؟

(ب) ضلع ملتان میں سیاحت کے لئے کتنے مقامات ہیں اور ان سے سال 09-2008 میں کتنی آمدنی ہوئی؟

(ج) اس آمدنی سے مذکورہ ضلع کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کرنے کے لئے کیا کوئی نئے اقدامات اٹھائے جا رہے ہیں؟

(د) ضلع ملتان میں محکمہ کے کتنے ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں کیا یہ سیاحت کے فروغ کے لئے اپنی سروسز فراہم کرنے کے لئے کافی ہیں، اگر نہیں تو وہاں حکومت مزید بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع ملتان میں محکمہ سیاحت کی طرف سے سیاحت کے فروغ کے لئے Institute of Tourism & Hotel Management قائم کیا گیا ہے۔ جس میں مختلف نوعیت کے کورسز (شارٹ ڈپلومہ) کروائے جائیں گے جس سے لوگوں کو آگاہی اور روزگار ملے گا۔ اس سلسلے کا پہلا کورس یکم فروری 2010 سے شروع کیا جا رہا ہے۔

(ب) سیاحوں کو ان کی دلچسپی کے مطابق ملتان کے سیاحتی مقامات دکھائے جاتے ہیں۔ جس میں تعمیراتی تاریخی شاہکار مزارات، حضرت شاہ رکن عالم، حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی، شاہ شمس تبریز، حضرت موسیٰ پاک مشہد، حضرت حافظ جمال، شاہ علی محمد شیر شاہ، حضرت علی اکبر، بی بی پاکدامن اور ملتان کے تاریخی قلعہ و تاریخی مساجد، عید گاہ مسجد، مسجد بھول پھٹان، ساومی مسجد، مسجد حافظ جمال، تین بادشاہوں کے جائے پیدائش، (بہلول لودھی، احمد شاہ ابدالی، محمد تغلق) نیز دستکاری مصنوعات (بلو پوٹری/ ٹائلز) کے مرکز کی سیر کے علاوہ ہینڈی کرافٹ بازار کی سیر کروائی جاتی ہے۔ جولائی 2008 تا جون 2009 کے دوران

ملتان سے مختلف پیکجز کی مجموعی سیل -/1202824 روپے اور اخراجات -/1011808 روپے اور آمدنی -/191016 روپے تھی۔

(ج) اس آمدن سے ضلع ملتان میں محکمہ سیاحت کی طرف سے طلباً اور طالبات میں سیاحت کا شعور پیدا کرنے کے لئے سکول ٹورزم کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف تعلیمی اداروں میں بچوں کو سیاحت اور تاریخی مقامات کے حوالہ سے لیکچر دیئے جائیں گے تاکہ نوجوان نسل سیاحتی اور تاریخی مقامات سے آگاہی حاصل کر سکے۔اس سلسلے میں سکول / کالج کے طلبا اور طالبات کو مختلف تاریخی مقامات کے ٹورز کروائے جائیں گے۔

(د) ضلع ملتان میں مجموعی طور پر 14 ملازمین اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔فی الحال یہ ملازمین کام کرتے رہیں گے البتہ اگر ضرورت محسوس کی گئی تو بذریعہ اشتہار محکمانہ قواعد وضوابط کے تحت بھرتی کی جائے گی۔

سیالکوٹ، محکمہ محنت کے زیر انتظام سکولوں سے متعلقہ تفصیل

*2992: رانا آصف محمود: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ محنت کے ضلع سیالکوٹ میں کتنے سکول کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں داخل طالب علموں سے کتنی فیس ماہانہ وصول کی جاتی ہے؟

(ج) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ ان سکولوں میں زیر تعلیم صنعتی کارکنوں کے بچوں سے کم فیس وصول کی جاتی ہے جبکہ عام پبلک کے بچوں سے بھاری فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) کیا حکومت عوام الناس کے بچوں سے بھی صنعتی کارکنوں کے بچوں کے برابر فیس وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں اس وقت محکمہ محنت کے زیر سایہ چلنے والے سکولوں (بوائز/گرلز) کی تعداد چار ہے دو سکول پکی کوٹلی ڈسکہ روڈ سیالکوٹ اور دو چونڈہ میں واقع ہیں۔

(ب) ان سکولوں میں داخل ورکرز کے تمام بچوں کو فری تعلیم دی جاتی ہے اور پرائیویٹ طالب علموں سے ماہانہ مبلغ۔/300روپے فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ج) ہاں۔ان سکولوں میں صنعتی کارکنوں کے بچے بالکل مفت تعلیم حاصل کرتے ہیں جبکہ عام پبلک سے باقی تمام پرائیویٹ سکولوں کے مقابلے میں انتہائی کم فیس لی جاتی ہے۔

(د) اس ضمن میں عرض ہے کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر انتظام چلنے والے سکولوں میں صنعتی کارکنان کے بچوں کو بلا معاوضہ تعلیمی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ورکرز ویلفیئر فنڈ اسلام آباد کی طرف سے فراہم کی گئی رقوم سے استفادہ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ بلا معاوضہ سہولت صرف صنعتی کارکنان کے بچوں کو فراہم کرنے کی اجازت ہے لہٰذا عام پبلک کو دستیاب وسائل سے یہ سہولت فراہم نہیں کی جا سکتی۔

چنیوٹ کے دریا پر ریزارٹ کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*4754:خواجہ محمد اسلام: کیاوزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سیاحت نے چنیوٹ کے دریا پر ریزارٹ کب بنایا تھااس کے کتنے کمرے ہیں اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تفریحی پوائنٹ پچھلے چار پانچ سال سے محکمہ خود چلا رہا تھا سال2007 تا2009 محکمہ ہذا کو کتنی انکم ہوئی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پچھلی گورنمنٹ میں اس کا سالانہ ٹھیکہ -/65000روپے تھا یہ ٹھیکہ کس کو دیا گیا تھااور اس ٹھیکیدار نے اپنی مدت پوری کی یا درمیان میں چھوڑ کر بھاگ گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2009 میں محکمہ ہذا نے مذکورہ پوائنٹ کے لئے پیشکش طلب کیں (ٹینڈر) اس میں کتنی پارٹیوں نے حصہ لیا، ان کے نام، پیشکش کی رقم و پتا جات کی تفصیل بتائی جائے؟

(ہ) کیا حکومت نے مذکورہ پوائنٹ کا ٹھیکہ میرٹ پر دیا اگر نہیں تو کیا میرٹ پر دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ ٹورزم نے چنیوٹ ریزارٹ سال 1988 میں مکمل کیا۔ اس میں قیام کے لئے کمرے نہیں ہیں اور اس پر کل -/9,30,000 روپے اصل لاگت آئی۔ سڑک اور دریائے چناب پر نئے پل کی تعمیر سے ریزارٹ کو کافی نقصان پہنچا جس کی وجہ سے اس کی renovation پر -/40,66,000 روپے خرچ کرنا پڑے اور سٹاف کوارٹرز اور پبلک ٹوائلٹ کی اضافی سہولت مہیا کی گئی ہے۔

(ب) ٹی ڈی سی پی جون 2006 سے چنیوٹ ریزارٹ خود چلا رہی ہے اور اس میں سال جولائی 2007 تا جون 2008 میں مجموعی آمدن -/12,27,855 اور اخراجات -/10,69,213 روپے جولائی 2008 تا جون 2009 میں کل آمدن -/8,22,638 روپے اور اخراجات -/7,24,800 روپے ہوئے۔

(ج) ٹی ڈی سی پی نے سال 2003 تا 2006 میسرز جماعت علی کو تین سال کے لئے ٹھیکہ پر دے رکھا تھا اور اس کی سالانہ فیس تقریباً -/92119 روپے اوسطاً تھی۔ مدت پوری کرنے کے بعد ٹی ڈی سی پی نے ریزارٹ خود چلانے کا فیصلہ کیا۔

(د) جی ہاں! یہ کہ ادارہ نے سال 2009 میں اس ریزارٹ کو ٹھیکہ پر دینے کے لئے بذریعہ اشتہارات ٹھیکہ پر دینے کے لئے پیشکشیں طلب کی تھیں اور اس میں تین مندرجہ ذیل پارٹیوں نے حصہ لیا تھا۔

1- میسرز شایان انٹرنیشنل 107 مرغزار کالونی، ملتان روڈ لاہور

سالانہ فیس جو پیشکش کی گئی -/Rs. 6,60,000 + 50% پرافٹ شیئر۔

2- میسرز الصادق سویٹ اینڈ بیکرز سرگودھا سالانہ فیس -/Rs. 2,40,000

3- مسٹر عقیل احمد خان سالانہ فیس -/Rs. 1,20,000

سب سے زیادہ آفر / سالانہ فیس (مبلغ -/660000 روپے) میسرز شایان انٹرنیشنل نے دی لہذا انہیں یہ ریزارٹ ٹھیکے پر دے دیا گیا ہے۔

(ہ) ٹی ڈی سی پی سے مذکورہ پوائنٹ کو تمام محکمانہ کارروائی مکمل کرنے کے بعد میسرز شایان انٹرنیشنل کو میرٹ پر ٹھیکہ پر دے دیا ہے۔

سیالکوٹ، محکمہ کے زیر انتظام ہسپتالوں سے متعلقہ تفصیل

*2993: رانا آصف محمود: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ محنت کے کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ قائم ہیں؟

(ب) ان میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) ان ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی ہے؟

(د) کیا ان ڈسپنسریوں / ہسپتالوں میں صنعتی کارکنان کے علاوہ عام لوگ بھی استفادہ حاصل کر سکتے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس ضلع میں مزید ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ادارہ پنجاب سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع سیالکوٹ میں ایک ہسپتال، 09 ڈسپنسریاں اور 02 ایمرجنسی سنٹر قائم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ سوشل سکیورٹی ہسپتال

2۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری پکا گڑھا سیالکوٹ۔

3۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کریم پورہ سیالکوٹ۔

4۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری ڈسکہ روڈ سیالکوٹ۔

5۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری لیبر کالونی سیالکوٹ۔

6۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری فارورڈ سپورٹس سیالکوٹ۔

7۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری سمال انڈسٹریل اسٹیٹ سیالکوٹ۔

8۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری ڈسکہ۔

9۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری چونڈہ۔

10۔ سوشل سکیورٹی ڈسپنسری اگوکی۔

11۔ سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر پسرور۔

12۔ سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر سمبڑیال۔

(ب) ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع سیالکوٹ میں قائم ہسپتال میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 50ہے جن میں سے 24اسامیاں خالی ہیں جبکہ سوشل سکیورٹی ڈسپنسریوں میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد15ہے جن میں سے چھ اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ضلع سیالکوٹ میں قائم ہسپتال اور ڈسپنسریوں کو چلانے کے لئے درج ذیل رقم مختص کی گئی تھی۔

مدات	2007-08	2008-09
ہسپتال	63,44,000	6,1538,000
ڈسپنسریز	4,22,89,000	3,41,66,000

(د) قوانین کے تحت ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام قائم ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں سے صرف صنعتی کارکنان اور ان کے لواحقین ہی علاج معالجہ کی سہولیات حاصل کرنے کے مجاز ہیں۔ تاہم ادارہ نے عوام الناس کو ایمرجنسی کی صورت میں اپنے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں سے علاج معالجہ کی سہولت فراہم کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

(ہ) فی الوقت ضلع سیالکوٹ میں ادارہ کا100 بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال اور11 دیگر طبی مراکز تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو ان کی ضروریات کے مطابق سہولیات فراہم کررہے ہیں۔اس علاقے میں مریضوں کی موجودہ تعداد کے پیش نظر مزید ہسپتال یا ڈسپنسریاں قائم کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی گئی ہے۔

محکمہ سیاحت میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4982: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ٹورزم ڈویلپمنٹ کارپوریشن میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار کتنی ہیں؟

(ب) مذکورہ وقت اس ادارے میں کتنے ملازمین ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تنخواہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ ادارہ میں جنرل مینجر کی منظور شدہ کتنی اسامیاں ہیں ان پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کے مستقل محکمہ جات کے نام کیا ہیں؟

(د) اس وقت کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور کب سے اور کن وجوہات کی بناء پر گریڈ وار تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) منظور شدہ اسامیوں کی تعداد گریڈ وار اور اسامی وار درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام عہدہ	تعداد
1	مینجنگ ڈائریکٹر	1
2	جنرل مینجر	3
3	ڈپٹی جنرل مینجر	2
4	مینجر	6
5	ڈپٹی مینجر	16
6	سینئر ٹورزم آفیسر	63
7	ٹورزم آفیسر	36
8	اسسٹنٹ ٹورزم آفیسر	8
9	اسسٹنٹ / سٹینو ٹائپسٹ	4
10	کلرک / ریکارڈ کیپر	1
11	بوٹ مکینک	1

12	ڈسپیچ رائیڈر	1
13	ہیوی ڈیوٹی ڈرائیور	1
14	لائٹ ڈیوٹی ڈرائیور	1
15	سکیورٹی گارڈ	15
16	چوکیدار	4
17	پینٹر	1
18	بوٹ مین	2
19	ہیلپر	2
20	لائف گارڈ	1
21	مالی	2
22	نائب قاصد	12
23	خاکروب	1
کل		194

(ب)

نمبر شمار	نام	عہدہ، گریڈ و تنخواہ
1	میاں وحید الدین	مینجنگ ڈائریکٹر (BS-19DMG) بنیادی تنخواہ۔/36,170 روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
2	شہزاد رضا سید	جنرل مینجر فنانس (BS-19) آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس گروپ بنیادی تنخواہ۔/32,200 روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
3	عائشہ زرین صدیق	جنرل مینجر ایڈمن (BS-19DMG) بنیادی تنخواہ۔/19,420 روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
4	شہباز ملک	مینجر آڈٹ (BS-17) آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس گروپ بنیادی تنخواہ۔/23,910 روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

13۔دسمبر2009 کو ادارے میں مندرجہ ذیل افسران ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے تھے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ، گریڈ و تنخواہ

1	میاں وحید الدین	مینجنگ ڈائریکٹر (BS-19DMG) بنیادی تنخواہ۔ /36,170روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز کی (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)
2	شہزاد رضا سید	جنرل مینجر فنانس (BS-19) آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس گروپ بنیادی تنخواہ۔ /32,200روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
3	شازیہ اکرم	جنرل مینجر ایڈمن (BS-19) کامرس اینڈ ٹریڈ گروپ بنیادی تنخواہ۔ /20,650روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
4	محمد ایوب چودھری	جنرل مینجر آپریشن (BS-19) اسٹیبلشمنٹ گروپ بنیادی تنخواہ۔ /26,470روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)
5	شہباز ملک	مینجر آڈٹ (BS-17) آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس گروپ بنیادی تنخواہ۔ /23,910روپے ڈیپوٹیشن اور سرکاری الاؤنسز (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) ادارہ میں جنرل مینجر کی منظور شدہ تین اسامیاں ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ و گریڈ
1	شہزاد رضا سید	جنرل مینجر فنانس (BS-19) آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس گروپ
2	عائشہ زرین صدیق	جنرل مینجر ایڈمن (BS-19)
3	جاوید اکبر وڑائچ	جنرل مینجر آپریشن، پنجاب ٹورزم کارپوریشن

(د) محکمہ ہذا میں اس وقت صرف اسسٹنٹ ٹورزم آفیسر کی دو اسامیاں خالی ہیں۔ ان اسامیوں پر جن افراد کو بھرتی کیا گیا تھا انہوں نے ابھی تک جوائن نہیں کیا۔ اس وجہ سے اخبار میں دوبارہ اشتہار دیا جا چکا ہے۔

ضلع فیصل آباد میں رجسٹرڈ چھوٹی بڑی انڈسٹری کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4282: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ محنت ضلع فیصل آباد میں رجسٹرڈ چھوٹی اور بڑی انڈسٹری کی تعداد کتنی ہے اور ان میں کل کتنے مزدور کام کرتے ہیں؟

(ب) اس ضلع میں محکمہ کے سکولوں کی تعداد اور نام مع جگہ کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس ضلع میں محکمہ ہذا کے کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ چل رہی ہیں؟

(د) اس ضلع میں محکمہ محنت سے رجسٹرڈ لیبر یونین کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) محکمہ کو سالانہ کتنی رقم ان فیکٹریوں اور انڈسٹری سے موصول ہوئی ہے؟

(و) محکمہ محنت ہر سال سالانہ کتنی رقم مزدوروں کی فلاح و بہبود پر خرچ کرتا ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) سماجی تحفظ کی سکیم برائے ملازمین ضلع فیصل آباد میں سوشل سکیورٹی سکیم کے تحت رجسٹرڈ چھوٹی اور بڑی صنعتوں کی کل تعداد 6,867 ہے اور ان میں تقریباً 1,26,380 مزدور کام کرتے ہیں۔

(ب) ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن، پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ وانسانی وسائل پنجاب کے زیر انتظام ضلع فیصل آباد میں چلنے والے ورکرز ویلفیئر سکولوں کی کل تعداد چار ہے جن کی تفصیل درج ہے۔

نمبر شمار	سکول کا نام	جگہ کی تفصیل
1	ورکرز ویلفیئر سکول برائے طلباء	ملت، جوہر لیبر کالونی، فیصل آباد
2	ورکرز ویلفیئر سکول برائے طالبات	ملت، جوہر لیبر کالونی، فیصل آباد
3	ورکرز ویلفیئر سکول برائے طلباء	چک نمبر 153R.B. فیصل آباد
4	ورکرز ویلفیئر سکول برائے طالبات	چک نمبر 153R.B. فیصل آباد

(ج) ضلع فیصل آباد میں ادارہ سماجی تحفظ برائے ملازمین پنجاب کے زیر انتظام تین سو بستروں پر مشتمل ایک بڑا ہسپتال اور دیگر 23 طبی مراکز قائم ہیں جن کے نام اور جگہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سوشل سکیورٹی ہسپتال / سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر / سوشل سکیورٹی ڈسپنسریز اور ایمرجنسی سنٹرز کے نام	مکمل پتاجات
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال	سوساں روڈ نزد ہاکی سٹیڈیم مدینہ ٹاؤن فیصل آباد

2	سوشل سکیورٹی منی ہسپتال۔جڑانوالہ	نزد بس سٹینڈ جڑانوالہ
3	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر۔گلستان کالونی فیصل آباد	نزد مسجد گلستان مدینہ گلستان کالونی نمبر2فیصل آباد
4	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر۔جوہر کالونی فیصل آباد	ملت روڈ، گرین ٹاؤن نزد ورکرز ویلفیئر سکول، جوہر کالونی فیصل آباد
5*	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر۔	کھرڑیانوالہ، جڑانوالہ روڈ کھڑریانوالہ، فیصل آباد
6	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر۔61/ر۔ب	چک نمبر61/ر۔ب مین شیخوپورہ روڈ فیصل آباد
7	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔چنار شوگر ملز	نمبر407گ۔ب پنڈی شیخ موسیٰ، تحصیل تاندلیانوالہ، فیصل آباد
8	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔کنجوانی	تاندلیانوالہ شوگر ملز کنجوانی تحصیل تاندلیانوالہ، فیصل آباد
9	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔گوجرہ سمندری	گوجرہ سمندری شوگر ملز226گ۔ب، ویا گوجرہ فیصل آباد
10	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔ہنزہ	ہنزہ شوگر ملز جھمرہ شاہ کوٹ روڈ، ضلع فیصل آباد
11	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔مکوآنہ	جڑانوالہ روڈ نزد بجلی گھر فیصل آباد
12	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد	میسرز شوگر ملز، جھمرہ روڈ، فیصل آباد
13	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔مسلم ٹاؤن	نزد کاکا خیل گھی انڈسٹریز سرگودھا روڈ، فیصل آباد
14	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔سٹی۔فیصل آباد	مدان نمبر پی۔1 گلبرگ نزد ندر بیکری، فیصل آباد
15	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔جھنگ روڈ، فیصل آباد	مدان نمبر161۔اے شیخ کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد
16	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔سمال انڈسٹریز اسٹیٹ، فیصل آباد	سمال انڈسٹریز اسٹیٹ، نلکہ کوہالہ سرگودھا روڈ، فیصل آباد
17	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔108۔اے	108۔اے پیپلز کالونی، فیصل آباد
18	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔المعصوم ٹاؤن	56۔پی گلی نمبر2، المعصوم ٹاؤن، فیصل آباد
19	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔پل کوریاں	410۔اے سمن آباد، فیصل آباد
20	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔امین ٹاؤن	بلڈنگ نمبر142 امین ٹاؤن، فیصل آباد
21	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری۔70ر۔ب	چک نمبر70/ر۔ب ڈرماں والا موڑ، مین شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد
22	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر۔ورکشاپ سٹاپ	ورکشاپ سٹاپ چک نمبر109ر۔ب جڑانوالہ روڈ، فیصل آباد
23	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر۔چک جھمرہ	چک جھمرہ پی287 محلہ اسلام آباد نزد

بس سٹاپ مین روڈ چک جھمرہ، فیصل آباد

(د) اس ضلع میں محکمہ محنت سے رجسٹرڈ لیبر یونین کی تعداد 136 ہے۔

(ہ) ادارہ سماجی تحفظ برائے ملازمین ضلع فیصل آباد ڈائریکٹوریٹس کو فیصل آباد میں رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں سے سالانہ تقریباً -/46,32,30,000 روپے کی رقم بطور سوشل سکیورٹی کنٹریبیوشن وصول ہوتی ہے۔

(و) ادارہ ہذا نے گزشتہ مالی سال کے دوران رجسٹرڈ تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کے علاج معالجے اور دیگر فوائد مہیا کرنے پر -/24,57,75,000 روپے سے زائد رقم خرچ کی تھی۔

ڈیپوٹیشن پر کام کرنے والے ٹورزم آفیسر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4983: چودھری ظہیر الدین خان: کیا وزیر سیاحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

محکمہ سیاحت میں بھرتی کئے گئے ٹورزم آفیسرز میں سے کتنے آفیسرز ڈیپوٹیشن پر دوسرے محکموں میں کب سے کہاں کہاں کام کر رہے ہیں تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر سیاحت (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ٹی ڈی سی پی افسران کی فہرست جو ڈیپوٹیشن پر ہیں۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	ادارہ	تاریخ ڈیپوٹیشن
1	فضل کریم	سینئر ٹورزم آفیسر	پی آئی اے	26-01-2009
2	سہیل انور	ٹورزم آفیسر	ایل جی اینڈ آر ڈی	24-05-2003
3	ایس ایم۔ راشد قادری	ٹورزم آفیسر	انفارمیشن ٹیکنالوجی	20-02-2004
4	معظم نذیر	ٹورزم آفیسر	پی آئی اے	02-12-2005
5	اشفاق احمد ڈوگر	ٹورزم آفیسر	ایل ڈی اے	07-11-2008
6	میاں ندیم انور	ٹورزم آفیسر	ایل جی اینڈ آر ڈی	27-09-2008
7	راجہ سعد اللہ خان	ٹورزم آفیسر	اوقاف ڈیپارٹمنٹ	20-03-2009
8	رفعت عباس پاشا	اسسٹنٹ ٹورزم آفیسر	ایل جی اینڈ آر ڈی	07-07-2008

لاہور میں علامہ اقبال روڈ پر سی این جی سٹیشنز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4534: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ (علامہ اقبال روڈ) پر سی این جی کے کل کتنے سٹیشن موجود ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس روڈ پر کبھی بھی سی این جی سٹیشنز کو شکایت کے باوجود چیک نہیں کیا گیا؟

(ج) کیا حکومت عوام کو کم مقدار میں سپلائی کی جانے والی سی این جی والے مالکان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) لاہور ریلوے سٹیشن تا دھرم پورہ (علامہ اقبال روڈ) پر سی این جی کے کل 6 سٹیشنز موجود ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ محنت کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر جو کہ تربیب یافتہ ہے وہ سی این جی سٹیشنز کی چیکنگ کرتا ہے اس کے علاوہ ڈپٹی ڈائریکٹر بھی سپر چیکنگ کرتا ہے اور کسی قسم کی کم مقدار کی شکایت موصول ہونے پر خصوصی چیکنگ بھی کیجاتی ہے۔

(ج) حکومتی اہلکار باقاعدہ ان سی این جی سٹیشنز کی چیکنگ وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں اور کسی قسم کی شکایت کی صورت میں سپیشل چیکنگ بھی کی جاتی ہے۔ کم مقدار میں سی این جی دینے والوں کے خلاف قانون اوزان وپیمائش مجریہ 1975 کے تحت کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کی ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4599: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کی کتنی ڈسپنسریاں اور ہسپتال کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں؟

(ج) یہ ہسپتال کتنے بیڈز پر مشتمل ہیں؟

(د) ان ہسپتالوں کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی تھی؟

(ہ) کیا ان ہسپتالوں میں محکمہ محنت سے رجسٹرڈ فیکٹریوں کے مزدوروں کا علاج مفت کیا جاتا ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے زیر انتظام ضلع گوجرانوالہ میں 4 میڈیکل سنٹرز، 6 ڈسپنسریاں، 4 ایمر جنسی سنٹرز اور ایک بڑا ہسپتال قائم ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سوشل سکیورٹی ہسپتال، میڈیکل سنٹرز، ڈسپنسریوں اور ایمر جنسی سنٹرز کے نام	مکمل پتاجات
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال	ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر، ماڈل ٹاؤن	A/31-272، ماڈل ٹاؤن، نزد گورنمنٹ گرلز کالج، گوجرانوالہ
3	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر، گلشن کالونی، راہوالی	گلشن کالونی، جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ
4	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر، وزیر آباد	الہٰ آباد نزد فیصل مسجد والا گالا، وزیر آباد
5	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر، پنڈی بھٹیاں	کریسنٹ باہومان لمیٹڈ، پنڈی بھٹیاں
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ	252۔بی نزد دھوبی گھاٹ، سیٹلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
7	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، سیالکوٹ روڈ	پیر فضل حسن روڈ، (ہملٹن روڈ) گوجرانوالہ
8	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، قلعہ چند	جلیل ٹاؤن، قلعہ چند، گوجرانوالہ
9	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، کاموکی	نزد تحصیل آفس، جی ٹی روڈ، کاموکی
10	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، سٹی	کمہاراں والی گلی، اسلامیہ کالج روڈ، گوجرانوالہ
11	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، کلا ئیمیکس آباد	عقب گلشن اقبال پارک، شاہین آباد، گوجرانوالہ
12	سوشل سکیورٹی ایمر جنسی سنٹر، گکھڑ	میز پروڈکٹس پرائیویٹ لمیٹڈ، جی ٹی روڈ گکھڑ
13	سوشل سکیورٹی ایمر جنسی سنٹر، علی پور چٹھہ	نزد ریلوے پھاٹک، علی پور چٹھہ
14	سوشل سکیورٹی ایمر جنسی سنٹر، حافظ آباد	گوجرانوالہ روڈ، نزد ٹال ٹیکس، حافظ آباد
15	سوشل سکیورٹی ایمر جنسی سنٹر، خواجہ سپننگ ملز	دیوان شاہ روڈ، ایمن آباد، گوجرانوالہ

(ب) سوشل سکیورٹی ہسپتال، گوجرانوالہ میں ڈاکٹرز کی مندرجہ ذیل اسامیاں خالی ہیں:۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد خالی اسامی	خالی ہونے کا دورانیہ
1	کارڈیالوجسٹ	1	01۔07۔2005
2	ٹی۔بی سپیشلسٹ	1	31۔07۔2008
3	انیستھیٹسٹ (Anesthetist)	1	11۔08۔2009
4	میڈیکل آفیسرز	7	ایک اسامی 27۔06۔2003
			دو اسامی 09۔03۔2005
			ایک اسامی 12۔11۔2009
			ایک اسامی 30۔11۔2009
			دو اسامی 01۔07۔2009

(ج) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ 100 بستروں پر مشتمل ہے۔

(د) مذکورہ ہسپتال کو برائے سال 08۔2007 اور 09۔2008 میں فراہم کی جانے والی رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	رقم
1	2007۔08	7,88,47,900
2	2008۔09	96,468,000

(ہ) مذکورہ ہسپتال میں تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو مکمل طبی سہولیات مفت فراہم کی جاتی ہیں۔

ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4600: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کے سکول کہاں کہاں ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں سے کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(د) ان سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(ہ) خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتی کر دی جائے گی؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ محنت کے سکولوں کی کل تعداد 4 ہے۔ ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز / گرلز) پیپلز کالونی گوجرانوالہ، ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز / گرلز) گلشن کالونی گوجرانوالہ میں واقع ہے۔

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سکول	ورکرز	پرائیویٹ	کل تعداد
1	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز) پیپلز کالونی گوجرانوالہ	1016	154	1170
2	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) پیپلز کالونی گوجرانوالہ	868	300	1168
3	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز) گلشن کالونی گوجرانوالہ	531	157	688
4	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) گلشن کالونی گوجرانوالہ	509	140	649

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں سے کوئی بھی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

(د) ان سکولوں میں تدریسی اور غیر تدریسی خالی اسامیوں کی سکول وار تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سکول	کل تعداد
1	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز) پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	12
2	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	09
3	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (بوائز) گلشن کالونی، گوجرانوالہ	11
4	ورکرز ویلفیئر ہائر سیکنڈری سکول (گرلز) گلشن کالونی، گوجرانوالہ	09

(ہ) خالی اسامیوں پر بھرتی کے لئے اخبارات میں اشتہار شائع ہو چکا ہے اور امید ہے کہ عملہ کی تعیناتی کا عمل جلد مکمل کر لیا جائے گا۔

ضلع سرگودھا، محکمہ محنت کے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4653: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ لیبر کے کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ چل رہی ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ڈاکٹرز کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے اخراجات بتائیں؟

(د) ان ہسپتالوں میں داخل ہونے والے مریضوں سے کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سرگودھا میں ادارہ کے زیر انتظام 50 بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے اور اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے زمین کی حصولی کے لئے مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ فی الوقت ضلع سرگودھا سے تعلق رکھنے والے تحفظ یافتہ مریض جن کو ہسپتال کی سطح سے علاج معالجہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ انہیں ادارہ کے زیر انتظام جوہر آباد، فیصل آباد میں قائم ہسپتالوں میں بھجوایا جاتا ہے۔ تاہم مذکورہ علاقے میں موجود تحفظ یافتہ صنعتی کارکنان اور ان کے لواحقین کی تعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے فی الوقت یہاں پر 2 میڈیکل سنٹرز، 4 ڈسپنسریاں اور 2 ایمرجنسی سنٹرز قائم کئے گئے ہیں۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹرز، ڈسپنسریوں اور ایمرجنسی سنٹرز کے نام	مکمل پتاجات
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	49 ٹیل، سرگودھا
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	بھلوال
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	سٹی ایریا سرگودھا
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	عبداللہ شوگر ملز، شاہ پور
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	نیشنل شوگر انڈسٹری، سیال موڑ، سرگودھا
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	چشتیہ شوگر ملز، فروکہ ضلع سرگودھا
7	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	تیمور سپننگ ملز، لاہور روڈ سرگودھا
8	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	رحمان پورہ، سرگودھا

(ب) ادارہ سماجی تحفظ کے زیر انتظام ضلع سرگودھا میں قائم طبی مراکز میں ڈاکٹروں کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈسپنسری	پتاجات	ڈاکٹرز کی منظور	تعینات ڈاکٹرز

			شدہ اسامیاں	کی تعداد
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	49ٹیل، سرگودھا	2	2
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	بھلوال	2	2
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	سٹی ایریا سرگودھا	2	2
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	عبداللہ شوگر ملز، شاہ پور	1	1
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	نیشنل شوگر انڈسٹری، سیال موڑ، سرگودھا	1	1
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری	چشتیہ شوگر ملز، فروکہ ضلع سرگودھا	1	۔
7	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	تیمور سپننگ ملز، لاہور روڈ سرگودھا	ڈسپنسر انچارج	ڈسپنسر انچارج
8	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر	رحمان پورہ، سرگودھا	ڈسپنسر انچارج	ڈسپنسر انچارج

(ج) ادارہ ہذا کے قائم کردہ طبی مراکز میں سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران بالترتیب 38,72,277/۔ روپے اور 49,30,587/۔ روپے خرچ ہوئے۔

(د) ادارہ سوشل سکیورٹی کے تمام ہسپتالوں بشمول میڈیکل سنٹرز، ڈسپنسریوں اور ایمرجنسی سنٹرز میں سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں سے منسلک تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین کو علاج معالجہ کی مفت سہولیات فراہم کی جاتی ہیں۔ مزید برآں سوشل سکیورٹی ہسپتالوں میں داخل ان مریضوں سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

ضلع سرگودھا میں محکمہ محنت کے سکولوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4654: **محترمہ زوبیہ رباب ملک:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ محنت کے کتنے سکول کس کس جگہ چل رہے ہیں؟

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد سکول وار بتائیں؟

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں سے کتنی فیس ماہانہ وصول کی جاتی ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں میں صنعتی کارکنوں کے بچوں کے علاوہ عام بچوں سے فیس زیادہ وصول کی جاتی ہے؟

(ہ) عام بچوں سے زیادہ فیس وصول کرنے کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت ان بچوں سے بھی کم فیس وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ محنت کے دو سکول ورکرز ویلفیئر سکول (طلباء و طالبات) ہیں جو کہ موضع بھاگٹانوالہ میں واقع ہیں۔

(ب) ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سکول	ورکرز	پرائیویٹ	کل تعداد
1	ورکرز ویلفیئر سکول (بوائز)، بھاگٹانوالہ	66	51	117
2	ورکرز ویلفیئر سکول (گرلز)، بھاگٹانوالہ	55	44	99

(ج) ان سکولوں میں زیر تعلیم صنعتی کارکنان کے بچوں سے کسی بھی قسم کی فیس وصول نہیں کی جاتی جبکہ پرائیویٹ بچوں سے مبلغ -/1000 روپے برائے داخلہ فیس اور -/300 روپے ماہانہ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(د) درست ہے صنعتی کارکنان کے بچے ورکرز ویلفیئر سکولوں میں داخلے کی صورت میں تمام قسم کی فیسوں سے مستثنیٰ ہیں جبکہ پرائیویٹ / عام بچوں سے مبلغ -/1000 روپے برائے داخلہ فیس اور -/300 روپے ماہانہ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ہ) ورکرز ویلفیئر بورڈ کے زیر انتظام چلنے والے ورکرز ویلفیئر سکولز چونکہ ورکرز ویلفیئر فنڈ جو کہ صنعتی کارکنان کے اپنے فنڈز سے قائم ہوا ہے سے چلائے جا رہے ہیں اس لئے ان سکولوں میں صنعتی کارکنان کے بچوں کے علاوہ پرائیویٹ یا عام بچوں کو مفت تعلیم دینے کی قانوناً اجازت نہ ہے اس لئے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ ورکرز ویلفیئر سکولوں میں زیر تعلیم پرائیویٹ کو فیس کی معافی یا رعایت کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہے۔

سیالکوٹ، محکمہ محنت کے اداروں کی تفصیلات

*4814: چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں محکمہ محنت و انسانی وسائل کے کتنے دفاتر، ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں، ان اداروں کا کام کیا ہے؟

(ب) ان میں کتنی اسامیاں خالی ہیں کیا حکومت خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) ضلع سیالکوٹ میں ادارہ سوشل سکیورٹی کے زیر انتظام ایک ڈائریکٹوریٹ آف سوشل سکیورٹی، 100 بستروں پر مشتمل ایک ہسپتال، 10 ڈسپنسریاں اور 2 ایمرجنسی سنٹرز قائم ہیں۔ ادارہ سوشل سکیورٹی کا بنیادی مقصد سماجی تحفظ کی سکیم کے تحت صوبہ پنجاب میں قائم رجسٹرڈ صنعتی و تجارتی اداروں میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان اور ان کے لواحقین بشمول والدین کو مفت طبی سہولیات فراہم کرنا، بیماری اور دوران کار زخمی، زچگی اور فوتیدگی کی صورت میں نقد معاوضہ جات کی ادائیگی ہے۔

(ب) ادارہ ہذا کے زیر انتظام ضلع سیالکوٹ میں قائم ڈائریکٹوریٹ میں 3 اسامیاں خالی ہیں۔ جبکہ دیگر طبی مراکز میں 18 اسامیاں خالی ہیں۔ اگرچہ سوشل سکیورٹی ہسپتال، سیالکوٹ 100 بستروں پر مشتمل ہے تاہم اس ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کی تعداد اور ادارہ کے مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ہسپتال کے بستروں کی استعداد فی الحال 50 رکھی گئی ہے اور اسی چیز کے پیش نظر یہاں فی الحال سٹاف بھی کم مہیا کیا گیا ہے۔ مذکورہ ہسپتال میں خالی اسامیوں کی تعداد 69 ہے۔ تمام اسامیوں پر تعیناتی کے لئے ادارہ ہذا ضروری اقدامات کر رہا ہے۔

فیصل آباد میں قائم لیبر کالونیز سے متعلقہ تفصیلات

*4851: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لیبر کالونیوں میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ اور انہیں محنت کشوں کو handover کرنے کا کیا کرائٹیریا ہے؟

(ب) فیصل آباد میں کتنی لیبر کالونیاں کتنے پلاٹوں پر مشتمل ہیں اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں نیز ان میں سے کتنی کالونیوں میں ڈویلپمنٹ کا کام مکمل کر کے انہیں محنت کشوں کو handover کر دیا گیا اور وہاں کتنے فیصد پلاٹوں پر محنت کشوں نے رہائش اختیار کر لی ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (جناب محمد اشرف خان سوہنا):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی الاٹمنٹ پالیسی 2002 کے مطابق لیبر کالونیوں میں پلاٹس کی الاٹمنٹ اور متعلقہ الاٹیز کے حوالے کرنے کا طریق کار درج ذیل ہے:۔

I۔ لیبر کالونی میں الاٹمنٹ کے لئے اہل صنعتی کارکنان سے درخواستیں حاصل کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا جاتا ہے۔

II۔ ضلعی گورنمنٹ کی طرف سے قائم کردہ الاٹمنٹ کمیٹی صنعتی کارکنان کی طرف سے وصول شدہ درخواستوں کی چھان بین کرتی ہے۔

III۔ اہل درخواست دہندگان کی درخواستوں میں سے قرعہ اندازی کے ذریعے الاٹمنٹ کی جاتی ہے۔

IV۔ الاٹمنٹ کے بعد متعلقہ الاٹی کو intimation letter کے ذریعے ضلعی آفیسر لیبر کے دفتر سے رابطہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے تاکہ الاٹ شدہ پلاٹ کا قبضہ حاصل کر سکے۔ رابطہ کرنے پر handing/taking over certificate متعلقہ الاٹی اور سب انجینئر دستخط کرتے ہیں اور اس سرٹیفکیٹ پر درج شدہ location کے مطابق نشاندہی کر کے الاٹ شدہ پلاٹ متعلقہ الاٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

(ب) فیصل آباد میں موجود لیبر کالونی کلیم شہید، جوہر لیبر کالونی اور آئی آئی چندریگڑھ میں ترقیاتی کام مکمل کر کے متعلقہ الاٹیوں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کالونی کا نام	پلاٹس کی تعداد	کہاں واقع ہے	آبادکاری کی شرح
1	کلیم شہید لیبر کالونی، فیصل آباد	3031	چک نمبر 124/ج۔ب نڑوالہ روڈ، فیصل آباد	95 فیصد
2	حسین شہید لیبر کالونی، فیصل آباد	1797	چک نمبر 241/ر۔ب چھچھنوالہ جھنگ روڈ، فیصل آباد	غیر آباد

3	جوہر لیبر کالونی، فیصل آباد	2299	چک نمبر 207/ر-ب شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد	90 فیصد
4	محمد بن قاسم لیبر کالونی، فیصل آباد	3285	چک نمبر 194/ر-ب شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد	غیر آباد
5	ٹیپو سلطان لیبر کالونی، فیصل آباد	3134	چک نمبر 76ر-ب رسول پورہ غیر جڑانوالہ روڈ کھڑیانوالہ، فیصل آباد	1 فیصد
6	راجہ غضنفر علی خان لیبر کالونی، فیصل آباد	1377	چک نمبر 228/ر-ب ملکوانہ، فیصل آباد	غیر آباد
7	آئی آئی چندریگڑھ لیبر کالونی، فیصل آباد	252	جڑانوالہ روڈ نزد حسین شوگر ملز جڑانوالہ، فیصل آباد	95 فیصد

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2520 pending فرمادیں۔ یہ بہت ضروری ہے، یہ بچوں کا گھروں میں کام کرنے کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: آپ گھر سے لیٹ آئی ہیں تو میں کیا کروں؟

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں یہاں موجود تھی لیکن میری باری نہیں آئی۔

جناب سپیکر: اب نہیں ہوگا، question hour ختم ہو گیا۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں حکومت پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ پاکستان کی ہونہار بچی نسیم حمید پاکستان کے لئے ایک تمغہ لے کر آئی ہے۔ ہم خواتین وزیر اعلیٰ پنجاب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ان کو پنجاب میں آنے کی دعوت دی۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے خواتین کا سر فخر سے بلند ہوا ہے۔ آج خواتین کا پاکستان میں day منایا جا رہا ہے۔ میں ایک اور درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ یہاں پر خواتین کے لئے ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولت مہیا کی جائے کیونکہ working women بے چاری سٹاپوں پر کھڑی رہتی ہیں اور ویگن والے ان کو بٹھاتے نہیں ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ

صاحب سے کہوں گی کہ مہربانی کریں اور خواتین کے لئے کوئی اچھا سا system بنایا جائے تاکہ وہ دفتروں میں آسانی سے جا سکیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ طیبہ ضمیر!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! جیسے میری بہن ساجدہ میر نے بتایا کہ پاکستان میں خواتین کا دن منایا جارہا ہے۔ میں آج اس معزز ایوان کے توسط سے حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتی ہوں کہ پاکستان کی غیور بہادر بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی جس کو ناحق امریکہ نے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کے بارے میں ہم قرارداد پاس کر چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں، مہربانی۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ہماری دو بیٹیاں اور ہیں جو گولڈ میڈل لائی ہیں ان کو بھی بُلایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ان کو بھی بلایا جائے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری صرف ایک گزارش ہے کہ آج جمعہ ہے۔ آپ مہربانی فرما دیں کیونکہ پرسوں آپ نے مہربانی کی تھی اور میری پی سی ایس افسران کے بارے میں تحریک التوائے کار کے بارے میں کہا تھا کہ وہ میں کل لے لوں گا۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایوان میں تشریف لائے)

معزز ممبران حزب اقتدار: دیکھو دیکھو کون آیا؟ شیر آیا، شیر آیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ ایوان کو ایجنڈے کے مطابق چلایا جائے تاکہ میری Adjournment Motion آج آجائے کیونکہ وہ بہت ضروری ہے۔ آج خوش قسمتی سے ہمارے وزیراعلیٰ صاحب بھی تشریف لائے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کو take up کرلیں، وہ کل بھی نہیں ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: آپ کون سی تحریک التوائے کار کی بات کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جس کی آپ نے پرسوں اجازت دی تھی اور وہ پی سی ایس افسران کے بارے میں تھی۔ وہ کل نہیں آسکی حالانکہ آپ کا حکم تھا۔

جناب سپیکر: جب Adjournment Motion کا ٹائم آئے گا تو کرلینا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہی عرض کر رہا ہوں کہ اب آپ اس کو لے لیں۔ پوائنٹ آف آرڈر تو ہوتے رہیں گے پھر جمعہ کا وقت شروع ہو جائے گا، براہ مہربانی اس کو لے لیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! ابھی میری بہن ساجدہ میر نے اس لڑکی کے لئے بات کی ہے جس کو لاکھوں روپے انعام کی صورت میں مل چکے ہیں۔ میں House کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ کلر کہار چکوال کی لڑکی جو کراٹے میں first آئی ہے اس کے متعلق بھی یہ House سوچے۔ اس کے علاوہ سائرہ افضل کی بھی کچھ نہ کچھ upgradation ہونی چاہئے وہ بھی انتہائی غریب خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور ملک سے محبت رکھتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ پنجاب سے تعلق رکھتی ہے اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ آج یہاں میاں محمد شہباز شریف موجود ہیں تو اس کے لئے بھی کچھ کام کیا جائے۔ شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب کے نہری پانی میں کمی کی وجہ سے اراضی مزید بنجر ہونے کا خدشہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں چیف منسٹر صاحب کے یہاں آنے کے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے چیف منسٹر صاحب سے request کروں گا کہ ہمارے پنجاب کے پانی کا بہت serious issue ہے۔ سندھ کی حکومت اور سندھ کی اسمبلی بار بار یہ کہتی ہے کہ ہماری link canals کو بند کر دیا جائے اور اکثر جگہ ہماری link canals کو سب سے پہلے بند کر دیا جاتا ہے۔ Indus Water Treaty کے clause 4(1) میں لکھا گیا تھا کہ جنوبی پنجاب کے وہ علاقے جو خصوصاً بہاولپور کی ریاست کے تھے جن کا نہری نظام دریائے ستلج اور دریائے بیاس پر مبنی تھا۔ جب 1960 کی اس Treaty کے ساتھ یہ دریا انڈیا کو دے دیئے گئے تو clause-4(1) میں یہ لکھا گیا تھا کہ ان علاقوں کے لئے پاکستان alternative sources بنائے گا۔ article-5 میں لکھا ہوا ہے کہ 62 ملین پاؤنڈ سٹرلنگ ان infrastructure بنانے کے لئے انڈیا نے بھی دیئے ہیں۔ یہ link canals اسی Treaty کے تحت ان علاقوں کو compensate کرنے کے لئے اور ان کو اپنا پانی کا حق دینے کے لئے بنائے گئے تھے۔ یہ flood canals نہیں ہیں جس کا بار بار پراپیگنڈا کیا جاتا ہے۔

میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس پر ہماری پنجاب حکومت اپنے حق کے لئے مضبوط stand لے۔ بہاولپور سٹیٹ میں نواب بہاولپور نے 1920 میں اپنا network canal بنایا تھا اس وقت سکھر بیراج اور باقی canal network نہیں تھا اور بہاولپور ایک نہایت خوشحال علاقہ تھا۔ جب پاکستان بنا تو بہاولپور کی سٹیٹ نے ہمارے ملک کی مالی امداد کی اور آج ان کے دریا سوکھ گئے ہیں، ان کی نہریں سوکھ گئی ہیں اور ان کی زمینیں بنجر ہو رہی ہیں ان کی لنک کینال کے لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہمیں اپنا مؤقف واضح بیان کرنا چاہئے اور ہم اپنے stand کو مضبوطی سے لیں۔ میری آپ سے

گزارش ہے کہ اس پر حکومت پنجاب اپنا مؤقف بیان کرے اور آپ اس پر مضبوطی سے stand لیں۔.Thank you

جناب سپیکر:جی، شکریہ

وزیر کھیل، امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، دیکھ لیں، آپ منسٹر ہیں۔

وزیر کھیل ،امور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! کل وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے وہاں پر ایک بچی کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی تو میاں صاحب جس طرح ان کے ساتھ ان کے غم میں برابر کے شریک ہوئے اور ان کو حقوق دلانے کا وعدہ کیا۔ میں سیالکوٹ کی عوام کی طرف سے میاں صاحب کا انتہائی مشکور ہوں۔ میں میاں صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ چیف منسٹر پنجاب اس بچی کے گھر گئے، میں DPO سیالکوٹ کو بھی appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بروقت ملزم گرفتار کر لئے اور سارا سیالکوٹ میاں صاحب کا انتہائی مشکور ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:جی، آپ کا بھی شکریہ

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت چاہوں گا کہ اس House میں پانی کا مسئلہ اٹھایا گیا ہے اور اگر آپ اجازت دیں تو میں اس پانی کے مسئلہ پر کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر:جی، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب! فرمائیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! آپ اس چیز کے گواہ ہیں کہ پانچ دن پہلے اسمبلی کی سیڑھیوں کے سامنے جہاں میڈیا ہمہ وقت جمع رہتا ہے، فنانس منسٹر پنجاب اور میں نے ایک جوائنٹ پریس کانفرنس کی تھی جہاں پر ہم نے اس مسئلہ کو highlight کیا تھا اور وہ national programmes میں چلتا بھی رہا ہے۔ پنجاب کے حصہ کے بارے میں ارسا کی طرف سے جو فیصلہ کیا گیا وہ ہمیں قبول نہیں تھا اور ہم نے وہ issue اٹھایا ہے اور میں نے وہ ساری

تفصیل چیف منسٹر پنجاب کو عرض کی تھی اور وہ وزیراعظم صاحب سے بات کر چکے ہیں۔ کل اس ایک issue پر وزیراعظم کے ساتھ ملاقات ہے لیکن سوچنا یہ ہے کہ اس issue پر تو آج House میں شہرت حاصل کرنے کے لئے کچھ دوست بات کر رہے ہیں جب ہم پنجاب کے حقوق کی بات میڈیا کے سامنے کر رہے تھے تب وہ کہاں تھے، تب وہ کیوں ہمارے ساتھ شامل نہیں ہو سکے؟ تاکہ ان کی بھی آواز ہمارے ساتھ شامل رہتی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس issue پر سب آپ کے ساتھ شامل ہیں۔

چوہدری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! ہم نے House میں بات کرنی ہے، میڈیا میں نہیں کرنی۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! وہاں تربیلا ڈیم، منگلا ڈیم یا reservoirs ہیں اگر پانی کی قلت واقعی ہے تو ہم نے صرف یہ کہا ہے اور جناب کا مؤقف آج بھی صرف یہی ہے کہ اس کمی کو ہم برابر سے share کریں گے۔ یہ نہیں کہ پنجاب کے حصہ کو کم کر دیا جائے اور دوسرے صوبے اپنے حصے سے زیادہ لیں اور یہ پرسوں کی بات ہے کہ ارسا کے چیئرمین نے یہ کہا کہ بلوچستان کی ضرورت تو تین ہزار کیوسک ہے ہم اس کو چار ہزار کیوسک دینے کے لئے تیار ہیں لیکن یہاں پنجاب اپنا پانی کا حصہ مانگتا ہے اور یہ معاہدہ میں موجود ہے کہ ہر صوبہ اپنے حصہ سے جس وقت چاہے اور جتنا چاہے وہ release کروا سکتا ہے۔ ہمارے پنجاب کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ جب تک تربیلا سے ہمیں اپنا share نہیں ملے گا تو ہم چشمہ جہلم لنک کنیال نہیں چلا سکتے اور چشمہ جہلم لنک کینال اگر نہیں چلے گی تو ساؤتھ پنجاب کے اضلاع ملتان، رحیم یار خان، بہاولپور، میں پانی نہیں جائے گا اور اس وقت گندم کی فصل بہت عمدہ فصل ہے لیکن پانی کی کمی کی وجہ سے اس کو خطرہ لاحق ہے۔ میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جن دریاؤں کے خشک ہونے کی بات کر رہے ہیں وہ انہی کے لیڈر کی طرح ایک آمر نے پنجاب کے تین دریاؤں کا سودا کیا تھا۔ یہ لوگ ہیں جو آمروں کے پیچھے کھڑے

ہو کر ان کے فیصلوں کو مضبوطی دیتے ہیں، مسلم لیگ نے یہ فیصلہ نہیں کیا تھا اور مسلم لیگ آج بھی اس چیز پر protest کرتی ہے کہ پنجاب کا پانی کیوں بیچا گیا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے بزرگ سیاست دان سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے میرے اوپر ایک اشارہ کیا ہے، میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پانی کی کمی پر بات اس سے بہت پہلے ہمارے لیڈر آف اپوزیشن کر چکے ہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ میرا نکتہ اعتراض ہے میں نے کسی کا نام نہیں لیا اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ انہیں ہدایت کریں کہ میرا نام نہ لیا کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہمارے لیڈر آف اپوزیشن یہ پانی والی بات بہت پہلے ہی کر چکے ہیں اور ان کی بجٹ تقریر کے اندر بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے عرض کی تھی کہ فلڈ کینال اور لنک کینال والا issue ہے اس پر misunderstanding ہے جس سلسلے میں میں نے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے کہا ہے کہ اس پر اپنا مؤقف بیان کریں اور ہمارا پنجاب کا یہ مؤقف ہونا چاہئے کہ تونسہ پنجند لنک کینال اور چشمہ جہلم لنک کینال ہیں نہ کہ یہ فلڈ کینال ہیں جیسا کہ سندھ کی طرف سے کہا جا رہا ہے۔ یہ link canals ہیں اور 1961 کے سندھ طاس معاہدے کے آرٹیکل نمبر 4 کے مطابق مشرقی دریاؤں سے سراب ہونے والے علاقوں کے لئے مغربی دریاؤں سے متبادل انتظام کرنا تھا۔ سندھ طاس معاہدے کے آرٹیکل 5 کے مطابق ان منصوبوں کے لئے بھارت نے بھی مالی شراکت کی تھی اور اسی

کے تحت لنک کینال کا نیٹ ورک بنا تھا جو کہ جنوب مشرقی پنجاب کے دریائے ستلج اور بیاس سے پانی لیتے تھے اور منگلا، چشمہ اور تربیلا ان کے لئے متبال ذرائع ہیں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وہ کل جا رہے ہیں اور سارے معاملہ کو طے کریں گے اور انشاءاللہ اچھے طریقے سے کریں گے۔ جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، اگر آپ کا کوئی relevant point of order ہے تو کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جی، بالکل relevant ہے، پانی کے بارے میں مجھے بات کرنی ہے اور ریکارڈ کی درستی کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس پر باقاعدہ بحث ہو گی، آپ اس کو چھوڑ دیں اور تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ماحول کو خراب نہ کیا جائے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا عبدالرحمٰن صاحب! آپ کی تحریک استحقاق ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پانی پر بیان کھپے۔

جناب سپیکر: جی، وہ بات ریکارڈ پر آ گئی ہے، وہ کل جا رہے ہیں اور اس کے بعد ہی بیان دیں گے۔ جی۔

لاہور فیصل آباد روڈ پر ٹول پلازہ کے عملہ کا معزز رکن اسمبلی

کے ساتھ نامناسب رویہ

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں اجلاس کے بعد لاہور سے فیصل آباد جا رہا تھا کہ فیروزوالا کے قریب ٹول پلازہ پر پہنچا تو وہاں پر بوتھ نمبر 1 میں سے گزر رہا تھا۔ میں نے آپریٹر کو اپنا تعارف کروایا تو اس نے بیریئر اٹھا دیا۔ اتنی دیر میں ساتھ والے بوتھ میں ایک آپریٹر کا پولیس والوں کے ساتھ جھگڑا ہو گیا آپریٹر نے یک دم بیریئر دوبارہ بند کر دیا اور میری گاڑی اس سے ٹکرا گئی، آپریٹر اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر لڑائی میں شامل ہو گیا اور مجھے مجبوراً وہاں رکنا پڑا۔ ساتھ والے بوتھ میں بھی جھگڑا تقریباً اسی طرح کی حرکت سے شروع ہوا تھا آپریٹر نے پولیس کی ایک گاڑی کو گزرنے دیا اور جس گاڑی کو یہ گاڑی escort کر رہی تھی اس کو روک لیا اس پر پولیس کے ملازم نے آپریٹر کو سمجھانے کی کوشش کی جس پر آپریٹر نے بدتمیزی کی اور ایلیٹ فورس کے جوان سے لڑائی شروع کر دی اور ایک آدمی جس کو کمانڈر کہا جا رہا تھا اس نے آواز دی اور ٹول پلازہ کے ملازمین کو اکٹھا کر لیا اور پولیس کے جوانوں سے لڑائی شروع کر دی ٹول پلازہ کے تقریباً 25 سے 30 ملازمین تھے انہوں نے پولیس سے ہتھیار چھیننا شروع کر دیئے سرکاری گاڑی کو نقصان پہنچانا شروع کر دیا اور سپاہیوں کے یونیفارم پھاڑ دیئے۔ میں نے موقع پر کمانڈر کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ طیش میں تھا اور اپنے ملازمین کو اکساتا رہا اس دوران ٹول پلازہ پر زیادہ ٹریفک جام ہو گئی اور لوگوں کو دشواری کا سامنا کرنا پڑا جس سے عوام میں سسٹم کے خلاف جو کہ ٹول پلازہ پر لگایا گیا ہے سخت غصہ پایا جاتا ہے۔ ٹریفک تقریباً آدھ گھنٹہ رُکی رہی اور اس طرح مجھے وہاں پر آدھ گھنٹہ تک ناجائز طریقہ پر روکا گیا جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا۔ یہ پہلا واقعہ نہیں اس طرح کے واقعات روزانہ یہ جو پانچ ٹول پلازہ لاہور سے فیصل آباد تک ہیں ان پر عوام کو پیش آتے ہیں۔ ان کا کوئی پُرسان حال نہیں اور لوگ بری طرح سے اس سلسلے میں اپنے آپ کو بے یار و مددگار محسوس کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایلیٹ فورس کے انچارج نے تھانہ بھیکی میں ایف آئی آر درج کروائی جس پر آج دس دن گزرنے کے باوجود کوئی کارروائی نہ ہو سکی اور یہ مزید تشویش کا باعث بن رہی ہے، ان سب حالات کو دیکھتے ہوئے عوام بشمول میرے حلقہ کے لوگ اپنے آپ کو

بہت غیر محفوظ محسوس کر رہے ہیں۔ ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے مناسب اقدامات ضروری ہیں تاکہ عوام کو ریلیف مل سکے لہذا میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔ میں اس پر short statement بھی دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! معزز ممبر اس پر کوئی short statement بھی دینا چاہتے ہیں اور کوئی وضاحتی بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس میں short statement کی کوئی ضرورت نہیں ہے اس واقعہ پر رانا صاحب نے بڑی وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بتایا ہے اور میں نے نوٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہر روز کا تماشا اچھا نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! رانا صاحب نے اس تحریک استحقاق میں جس واقعہ کی طرف نشاندہی کی ہے اور دو دن پہلے انہوں نے اس پر ایوان میں پوائنٹ آف آرڈر پر بھی بات کی تھی تو اس کو آپ منگل تک کے لئے pending فرما دیں تاکہ جس مقدمے کے اندراج کی انہوں نے بات کی ہے تو اس کا بھی ریکارڈ منگوا لیتے ہیں، اس کی investigation میں کیا progress ہوئی ہے وہ بھی منگوا لیتے ہیں اور ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ اس قسم کے واقعات نہ ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری اس میں گزارش ضرور سُن لیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں اب اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ویسے تو یہ واقعہ breach of privilege کا نہیں بنتا لیکن کیونکہ انہوں نے ایک اہم واقعے کی طرف نشاندہی کی ہے میں اس کو admit کر رہا ہوں آپ اس کو pending فرما دیں۔ جس دن اس کا مفصل جواب آجائے گا پھر اس دن یہ جو بھی فرمانا چاہیں گے وہ سُن لیں گے اور جو دوسری طرف کا مؤقف ہے وہ سامنے رکھ کر جو بھی House فیصلہ کرے گا اس کے مطابق further proceed کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! میرے خیال میں رہنے دیں House کا وقت قیمتی ہوتا ہے اسے بچائیے گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبد الرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی explanation کرنا چاہوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ مناسب نہیں ہے جب دوسری طرف کا مؤقف میرے پاس ہے ہی نہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس کو prolong کرنا مناسب نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا نمبر کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ وہی تحریک ہے، اس کا نمبر 983/09 ہے۔

جناب سپیکر: طریق کار کے مطابق چلنا چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کے اوپر آپ کی ruling ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے ruling تو دی تھی۔ آپ کو میں نے ٹائم دیا لیکن پہلے۔۔۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! House is not in order. وجہ یہ ہے کہ جس پارٹی کو جو سیٹیں allocate ہوئی ہیں ممبران اس طرح سے نہیں بیٹھے۔ House میں جو سیٹیں allocate کی ہوئی ہیں ممبران کو اس حساب سے بیٹھنا چاہئے۔ میں اس سلسلے میں آپ کی ruling چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، House should be in order. یہ front seats منسٹرز کے لئے reserve ہیں باقی ممبران کے جس طرح گروپس بنائے ہوئے ہیں ان گروپس کے مطابق بیٹھ جائیں۔ انہوں نے نشاندہی کر دی ہے۔ آپ مہربانی کریں، حضرت! آپ کو بھی اب اُدھر جانا پڑے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے کل بھی مجھے ٹائم نہیں دیا۔

جناب سپیکر: میں آپ کو ٹائم ضرور دوں گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: [****]

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ محترمہ! آپ کی یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پہلے اسے سیٹ پر بھیجیں۔ یہ غلط سیٹ پر بیٹھا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو کیوں اشارہ کرتے ہیں؟ آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! دیکھیں! آج آپ مجھے نہیں روکیں گے۔ اس خاتون کو یہ بات بتادیں کہ پرسوں بھی اس نے یہ بات کی تھی، کل بھی اس نے [****] اور میں نے ہمیشہ House کا ماحول خوشگوار رکھا ہے۔ اس کو بتادیں کل بھی اس نے اس طرح کی بات کی تھی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اسے سیٹ پر بھیجیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز. please stop

شیخ علاؤالدین: یہ اس کو بتادیں پرسوں بھی اس نے کہا تھا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! مجھے بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس کو کہیئے کہ آرام سے بیٹھے۔ [****]

شیخ علاؤالدین: [****]

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

شیخ علاؤالدین: آپ نے اس کو کل بھی نہیں روکا۔ اس کا کیا حق بنتا ہے بات کرنے کا؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: اس کو کہیں کہ یہ تمیز کرے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں ان سے بات کرتا ہوں۔ چودھری ظہیر الدین صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ کی ruling آگئی ہے۔ House کو in order کریں۔

جناب سپیکر: میں گزارش کروں گا کہ اس طرح کی حرکات مناسب نہیں ہیں۔ میں آپ کے الفاظ بھی expunge کروا رہا ہوں اور ان کے الفاظ بھی expunge کروا رہا ہوں اور آئندہ آپ مہربانی کریں کہ یہ آپ جو اس طرح کی personal بات کرتے ہیں تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میں نے جب آپ سے commitment کی ہے تو آپ تشریف رکھیں جونہی اِن کا ٹائم ختم ہو گا میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ اپنی پارٹی کی جو سیٹیں ہیں وہاں پر آ کر ارشاد فرمائیں، وہاں آ کر کھل کر بات کریں۔ House کو in order کرنے کے لئے جو ارشادات آپ کی طرف سے آئے ہیں اس پر عمل کیا جائے۔ اس پر تو آپ کی ruling آ گئی ہے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! اگر انہوں نے House چلانا ہے، انہوں نے بار بار کارروائی کو روکنا ہے تو پھر میں باہر چلا جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

شیخ علاؤ الدین: نہیں، میں باہر چلا جاتا ہوں۔ کیونکہ کل بھی انہوں نے یہ باتیں کہیں۔ آپ نے ان کی باتیں سُنیں اور آپ نے حذف بھی نہیں کروائیں۔ میں ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لئے خاموش رہا۔ ورنہ مجھے بھی بولنا آتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے کیا جواب دینا تھا۔

جناب سپیکر: تو اس میں ہرج کیا ہے؟

شیخ علاؤ الدین: نہیں، یہ بہت زیادتی ہے اور یہ جس طرح کی زبان بولیں گی ایمان سے میں اس سے ایک ہزار گنا زیادہ ایسی زبان بولوں گا کہ یاد کریں گی۔

جناب سپیکر: جی، ایسی زبان نہ بولیں۔

شیخ علاؤالدین: اب آپ مجھے بتا دیں کہ میں نے کچھ کام کرنا ہے، اگر نہیں تو میں چلا جاتا ہوں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ نہ جائیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ اپنی سیٹ پر جا کر بولیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت دونوں اطراف سے ضائع کیا جا رہا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ اپنی سیٹ پر کیوں نہیں جاتے؟

جناب سپیکر: جی، اس کا notice میں خود لے سکتا ہوں۔ میں exempt بھی کر سکتا ہوں۔ میرے پاس یہ اختیار ہے۔ جی، آپ کو exempt کیا جاتا ہے۔

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr. Speaker! Thank you.

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سُنیں۔ بھائی! اب مجھے according to rules تو چلنے دیں۔ آپ کی مہربانی۔ جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے، کیا وہ تشریف رکھتی ہیں۔۔۔؟ تشریف نہیں رکھتیں اسے next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کا نمبر 848 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل نیشنل اسمبلی میں ڈپٹی سپیکر صاحب جب Chair کر رہے تھے انہوں نے ایک ruling دی ہے کہ جن لوگوں نے پرائم منسٹر صاحب کو ملنا ہے ان کے چیمبر میں جا کر ملیں اور House کو اس کے لئے نہ استعمال کریں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس House میں بھی یہی کچھ کروا دیں۔ یہاں پر بھی سارا House out of order ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: .I am not bound by them آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں کہ جن لوگوں نے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اگر House in order نہیں ہو گا تو میں دیکھ لوں گا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر!ڈپٹی سپیکر نیشنل اسمبلی کی طرح آپ بھی ہمت کریں۔

جناب سپیکر: جی، میں House in order کرنے کے لئے کہہ دوں گا، کوشش کرتے ہیں۔ حضرات محتاط رہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: آپ راجپوت ہیں۔ ہمت کریں، زندہ باد۔ قدم بڑھائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر: ان کے پاس بھی راجپوت ہی بیٹھا تھا۔ آپ کو پتا ہے۔(قہقہہ)

جی، محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ)صاحبہ!۔۔۔ قیصر اقبال سندھو صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، next week کے لئے pending کی جاتی ہے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب! آپ کی تحریک نمبر 860 ہے۔ یہ پڑھی جا چکی ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! نہیں، ابھی نہیں پڑھی گئی۔

جناب سپیکر: جی، پڑھئے گا۔

حکومت کی جانب سے پنجاب کے تعلیمی بورڈز کی خود مختاری ختم کرنے سے ملازمین کو پریشانی کا سامنا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق مورخہ 11-11-2009. کو ایمپلائز فیڈریشن ایجوکیشن بورڈ پنجاب نے تعلیمی بورڈز کی خود مختاری ختم کرنے کے خلاف 25۔نومبر سے احتجاجی تحریک کا اعلان کر دیا ہے۔ فیصلہ کے مطابق 25۔نومبر سے دو گھنٹے کی جزوی ہڑتال اور 2۔دسمبر سے مطالبات کی منظوری تک قلم چھوڑ ہڑتال کی جائے گی۔ ایمپلائز فیڈریشن ایجوکیشن بورڈز پنجاب کے چیئرمین خالد جاوید نیازی نے اپنی صدارت میں ختم ہونے والے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکومت نے بورڈوں کی خود مختاری بحال نہ کی تو آئندہ دو برسوں میں چھوٹے اور تین برس تک بڑے بورڈز ختم ہو جائیں گے۔

انہوں نے کہا کہ امتحانی فیسوں کے خاتمہ پر حکومت نے بورڈز کو گرانٹ جاری کرانے کا فیصلہ کیا تھا مگر تین ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک گرانٹ جاری نہیں کی گئی۔ اجلاس میں بورڈز کو گرانٹ جاری کرنے پوزیشن ہولڈرز طلباء کو بورڈز کے فنڈز میں جاری ہونے والے 18 کروڑ روپے کی واگزاری، بورڈز ملازمین کو اضافہ شدہ میڈیکل الاؤنس کی ادائیگی، انٹر ویو، ٹرانسفر کا فیصلہ واپس لینے اور گریڈ 16 سے اوپر کے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس خبر سے عوام، بورڈز کے ملازمین اور طلباء میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون! تحریک التوائے کار نمبر 860/9

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ یہ بات درست ہے کہ تعلیمی بورڈز خود مختار ادارے ہیں جو اپنے فنڈز خود تخلیق کرتے ہیں اور اپنے تمام مالی معاملات چلانے کے لئے گورنمنٹ آف دی پنجاب سے کسی قسم کی مالی گرانٹ نہیں لیتے۔ حکومت پنجاب جو عوام دوست ہے اور پنجاب میں تعلیمی انقلاب لانے، شرح خواندگی بڑھانے اور عوام الناس کو شعبہ تعلیم میں سہولیات فراہم کرنے کے لئے پر عزم ہے۔ ہونہار طلباء و طالبات کو بلا تخصیص تعلیمی وظائف دینے کے علاوہ امتحانات کے position holders کو بھاری انعامی رقوم دی جا رہی ہیں۔ نیز امسال میٹرک کے طلباء و طالبات جن کا تعلق پبلک سیکٹر سے ہے کی ایجوکیشن بورڈ کی امتحانی فیس اور جماعت نہم کی رجسٹریشن سپورٹس فیسیں معاف کر دی ہیں لیکن اس سے پنجاب بورڈ کی خود مختاری پر کوئی حرف نہیں آیا۔ یہ بات درست ہے کہ پنجاب بورڈ ایمپلائز فیڈریشن نے فیسوں کی معافی اور ملازمین کے میڈیکل الاؤنس میں پندرہ فیصد اضافہ کروانے کی غرض سے 25۔نومبر 2009 سے روزانہ دو گھنٹے کی جزوی ہڑتال کا اعلان کیا تھا۔ ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کی مجاز اتھارٹی نے بورڈ ایمپلائز فیڈریشن کے نمائندگان کو بلا کر اس امر کی یقین دہانی کروائی کہ حکومت پنجاب تعلیمی بورڈز کو فیسوں کی مد میں ہونے والے خسارے کو ختم کرنے کے لئے فنڈز فراہم کرے گی اور ملازمین کے پندرہ فیصد میڈیکل الاؤنس میں اضافہ کرنے اور دیگر مطالبات پر بھی ہمدردانہ غور کرے گی۔ حکومت پنجاب کی اس یقین دہانی پر پنجاب بورڈز ایمپلائز

فیڈریشن نے ہڑتال موخر کر دی ہے۔ یہاں یہ بات عرض کرنا ضروری ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے تعلیمی پروگرام 2009 کے تحت ہونے والے مضمون نویسی تقریری اور مباحثہ کے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن ہولڈرز کو دی جانے والی انعامی رقوم اور اس سلسلہ میں تقریبات پر اٹھنے والے جملہ اخراجات سے حکومت پنجاب تمام بورڈز کو پہلے ہی واگزار کر چکی ہے۔

جناب سپیکر: اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: کسی کو بھی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: کسی کو بھی نہیں ہوتی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 861/9 یہ چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے ہے۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اس کو پیش کریں گی۔

چین سے منگوائی جانے والی سی این جی بسیں غیر معیاری ہونے کی وجہ سے مسافروں کو پریشانی کا سامنا

محترمہ آمنہ الفت: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 09-11-11 کی خبر کے مطابق محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب نے لاہور میں نئے ٹرانسپورٹ نظام کے تحت چین سے کم طاقت والی بسیں منگوالی ہیں جو زیادہ مسافر سوار ہونے یا پلوں پر چڑھائی میں ناکام ہو گئی ہیں جبکہ لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی نے اپنی انفرادی کوششوں میں ناکامی کے بعد ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی اور ٹیپا سمیت دیگر ضلعی محکموں سے مدد طلب کر لی ہے۔ تفصیل کے مطابق لاہور میں 500 نئی سی این جی بسیں چلانے کا حکومت نے فیصلہ کیا تاکہ شہریوں کو ویگنوں میں اذیت ناک سفر کرنے کے عذاب سے نجات مل جائے اس مقصد کے لئے انہوں نے لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے نام سے ایک نیم خود مختار ادارہ بھی بنایا اور نجی شعبے کو آن بورڈ کرنے کے لئے نئی بسوں کی درآمد میں ٹرانسپورٹرز کو 25 فیصد سبسڈی دینے کا بھی اعلان کیا، 23 بسوں کی پہلی کھیپ چین سے درآمد کی اور اسے لاہور میں فیروز پور روڈ پر چلانا شروع کیا تو یہ انکشاف ہوا کہ ان بسوں کی ہارس پاور 110 ہے جبکہ لاہور میں کم سے کم 160 ہارس پاور کی بسیں چلانا پڑتی ہیں تاکہ ناہموار راستوں اور

پلوں پر آسانی سے سفر کر سکے۔ چینی بسیں کم طاقت ہونے کی وجہ سے زیادہ سواریاں سوار ہونے پر تیزی سے سفر نہیں کر سکتیں۔ مزید انکشاف ہوا ہے کہ گزشتہ دنوں لاہور ٹرانسپورٹ کے جنرل مینجر کو اسی وجہ سے برخاست کیا گیا تھا کہ اس نے چینی فرم کے ساتھ کم طاقت والی بسوں کو پاس کرنے کے لئے سودے بازی کی کوشش کی تھی۔ مقامی ٹرانسپورٹرز کے مطابق حکومت نے یہ بسیں 38لاکھ روپے فی بس قیمت پر درآمد کی ہیں جبکہ ان بسوں کی قیمت 23لاکھ روپے سے زائد نہیں ہے اور اس طرح کم قیمت کی بسیں مہنگے داموں منگوا کر اور سبسڈی دیکر خزانہ کو بھاری نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جو جواب ڈیپارٹمنٹ سے موصول ہوا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ حکومت نے سی این جی بسوں کا اجراء کیا ہے جو کہ چین کی کمپنی "یوما" کے ذریعے درآمد کی جارہی ہیں، جو بسیں درآمد کی گئی ہیں وہ 170ہارس پاور کی ہیں جو کہ وفاقی حکومت کی منظور شدہ پالیسی کے مطابق ہیں۔ سی این جی بسوں کی پہلی کھیپ جو کہ 23بسوں پر مشتمل ہے کامیابی سے فیروز پور روڈ پر رواں دواں ہے۔ اس سروس کے خلاف پبلک سیکٹر میں کوئی شکایت نہ ہے بلکہ ایک مخصوص طبقہ جو کہ سی این جی بسوں کے اجراء سے خوش نہ ہے حکومت کے ان اقدامات کے خلاف بات کر رہا ہے اور ان احسن اقدامات کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جہاں تک بسوں کی قیمت کا تعین ہے اس ضمن میں عرض ہے کہ اس کی قیمت درست ہے جبکہ "ہینو پاک" کمپنی کی اس معیار کی بس کی قیمت 55 تا 60لاکھ روپے تک ہے۔ سی این جی بسوں کی سروس کے اجراء کا منصوبہ ایک فلاحی منصوبہ ہے جو کہ ہر قسم کی کرپشن سے پاک ہے اور ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ کرپشن کی شکایت پر صوبائی حکومت کی ہدایت پر محکمہ ٹرانسپورٹ نے ایک سابقہ جنرل مینجر کو برخاست کر کے ایک نیا جنرل مینجر تعینات کیا ہے۔ سی این جی بس سروس کا یہ منصوبہ اپنے مقررہ وقت اور شیڈول کے مطابق مکمل ہوگا اور یہ منصوبہ صوبہ پنجاب کے پہلے بڑے پانچ شہروں تک توسیع پذیر ہوگا اور بعد ازاں اسے مزید شہروں تک رسائی ہوگی۔

جناب سپیکر: اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں کچھ گزارش کرنے کے لئے کھڑا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں چودھری صاحب! It is not of the recent nature. It is under rule 83(c) آپ اس کو بھی پڑھ لیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو چونکہ House میں بحث کے لئے نہیں رکھ رہے اس لئے اس پر کوئی بات کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ میری گزارش یہ ہوگی یہ چونکہ ایک بہت ہی معتبر روزنامے کی خبر تھی اس کو negate کیا گیا ہے۔ پھر بھی وزیر قانون کے کہنے پر اور آپ کے ارشاد پر میں بیٹھ رہا ہوں اور آئندہ بھی یہ practice ہونی چاہئے کہ جو معاملہ House میں بحث کے لئے نہیں رکھا جاتا اس پر سوائے پڑھے جانے کے کوئی qualifying statement، کوئی short statement اور کوئی بحث نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 883 علی حیدر نور نیازی صاحب، محترمہ مائزہ حمید صاحبہ!

ماس ٹرانزٹ ٹرین منصوبہ میں تاخیر کی وجوہات

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق مورخہ 13/11/09 کے مطابق "محکمہ ٹرانسپورٹ کی عدم توجہی سے 8 بلین ڈالرز کا ماس ٹرانزٹ ٹرین منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا" محکمہ ٹرانسپورٹ کی ناقص کارکردگی اور عدم توجہی کے باعث آٹھ بلین ڈالرز کا ماس ٹرانزٹ ٹرین منصوبہ سرخ فیتہ کی نذر ہو گیا۔ تفصیلات کے مطابق لاہور شہر سے ٹریفک کے بے تحاشا دباؤ کو کم کرنے کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 1997 میں ماس ٹرانزٹ ٹرین کا منصوبہ تیار کروایا۔ افسر شاہی کی طرف سے بین الاقوامی معیار کی منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے یہ منصوبہ گزشتہ

2 سال سے تاخیر کا شکار ہے۔ لاہور میں ماس ٹرانزٹ ٹرین کا منصوبہ 96 کلو میٹر پر مشتمل ہے۔ ایک کروڑ 40 لاکھ افراد روزانہ مختلف امور کی تکمیل کے لئے سفر کرتے ہیں۔ اگر یہ منصوبہ مزید تاخیر کا شکار ہوا تو بے تحاشا ٹریفک کے رش کی وجہ سے عوام شدید مشکلات کا شکار ہو جائیں گے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ حکومت پنجاب لاہور ماس ٹرانزٹ ٹرین منصوبہ پر تیزی کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ اس منصوبہ کے تحت ماس ٹرانزٹ ٹرین کا چار روٹس میں 82 کلو میٹر نیٹ ورک ہو گا۔ حکومت پنجاب ایشیئن ڈویلپمنٹ بنک اور چند دوسرے ممالک کے ساتھ مل کر اس منصوبہ پر کام کر رہی ہے۔ حکومت پنجاب نے 1991 اور 1997 میں اس منصوبے پر کام شروع کروایا جس کے بعد 2005 سے 2008 تک کے عرصہ میں دوبارہ کام شروع ہوا اور چار روٹس میں سے دو کی گرین اور اورنج لائن کی feasibility study اور گرین لائن کے دوسرے مرحلہ کا ڈیزائن مکمل ہوا۔ 2008 میں منصوبہ کی جاری کردہ رقوم کے بارے میں کیس نیب میں زیر سماعت ہے۔ یہ تقریباً 80 کروڑ کی رقم مختص کی گئی تھی جس میں سے اس وقت 40 کروڑ روپے کا غبن ہو گیا جس وجہ سے یہ کیس نیب کو refer ہوا، اسی وجہ سے منصوبہ تاخیر کا شکار ہو گیا۔ اس میں ملوث تمام افراد گرفتار کئے جا چکے ہیں اور نیب اس کی انکوائری کر رہا ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر دوبارہ اس منصوبے پر کام شروع کر دیا گیا ہے اور منصوبہ سے متعلق تمام کام سرانجام دینے کے لئے علیحدہ سے ایک لاہور میٹرو سیل بنا دیا گیا ہے جس نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور کام تیزی سے جاری ہے۔ اس منصوبہ کی تکمیل سے عوام کو بہتر سفری سہولیات میسر آئیں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: میری دوسری تحریک التوائے کار نمبر 884 بھی ہے۔

جناب سپیکر: وہ ابھی نہیں آئے گی۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ میرے بھائی نور نیازی صاحب نے یہاں پر جو معاملہ اٹھایا ہے اس کا لاء منسٹر صاحب نے بڑا مناسب اور comprehensive جواب دیا ہے۔ میں صرف ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ ماس ٹرانزٹ کا منصوبہ 1998 میں JICA جو جاپان کا ادارہ ہے اس سے میاں محمد نواز شریف کی حکومت میں ہماری ان سے بات چیت چلی اور ایٹمی دھماکوں کے باوجود بھی JICA ہم سے اس منصوبے پر تعاون کے لئے تیار تھا مگر بدقسمتی سے ایک آمر نے دوبارہ شب خون مارا اور ہر چیز تہہ وبالا کر دی۔ اس کے بعد جو حکومت آئی انہوں نے اس منصوبے پر جو کام کیا اس کی بھی مختصر رپورٹ اس جواب میں پیش کر دی گئی ہے۔ اس کے سروے کے لئے جو 80 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا تھا اس زمانے میں اس میں سے 40 کروڑ روپیہ ہڑپ کر لیا گیا۔ ملزمان پاکستان سے باہر بھاگ گئے ان کو بڑی مشکل سے لایا گیا ہے اور انہیں قانونی اداروں کے حوالے کر دیا گیا ہے اور یہ 40 کروڑ روپیہ جو پچاس فیصدی بنتا ہے اس رقم کا جو پچھلی حکومت نے اس منصوبے کے لئے مختص کیا تھا اور یہ اعزاز اس منتخب coalition حکومت کو جاتا ہے کہ پچھلے دور میں اس ہڑپ کئے گئے پیسے کی نشاندہی کی اور ملزموں کو گرفتار کروایا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب تحریک پڑھ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ آج وزیر اعلیٰ صاحب second time تشریف لائے اور انہوں نے House کو نوازا ہے اور ماس ٹرانزٹ کے حوالے سے بھی بات کی ہے پچھلی حکومت اس کی feasibility بنانے

کے لئے کام شروع کر چکی تھی اور نشاندہی کر چکی تھی۔ میرے خیال میں یہ پہلا پراجیکٹ ہوگا جس کی continuity ہوگی ورنہ کافی projects تو بیچ میں ہی بند کر دیئے گئے ہیں جیسے سیالکوٹ لاہور موٹروے یا مبارک سنٹر ہے لیکن ایک اہم بات جس کی ہمارے ایک معزز ممبر نے نشاندہی فرمائی تھی اور میں وزیر اعلیٰ سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ پانی کے مسئلے پر کچھ ضرور ارشاد فرما کر House کو apprise کر کے جائیں گے۔

جناب سپیکر: میں مداخلت کی معافی چاہتا ہوں لیکن میرے خیال میں آپ دیر سے آئے ہیں۔انہوں نے پہلے بتا دیا ہے کہ وہ وزیر اعظم پاکستان سے صرف اور صرف پانی کے مسئلے پر بات کرنے کے لئے کل تشریف لے جا رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کے حکم پر بیٹھ جاتا ہوں لیکن میں کہنا یہ چاہتا تھا کہ جو مؤقف لے کر وہاں جانا ہے اس بارے میں ایوان کو اعتماد میں لیا جائے کہ مؤقف کیا ہے؟ یہ دور ڈکٹیٹر شپ کا نہیں ہے گو کہ اس وقت ایوان کے اندر جتنے بھی لوگ بیٹھے ہیں وہ تین ڈکٹیٹروں ایوب خان، ضیاء الحق اور مشرف کی باقیات ہیں۔یہاں تینوں ڈکٹیٹروں کی باقیات بیٹھی ہیں۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please, Order please.

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب ایوان کو اعتماد میں لے کر جائیں۔

جناب سپیکر: علی نور نیازی صاحب! تشریف رکھیں۔جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جو فرمایا ہے یقیناً جو بات محسن لغاری صاحب نے point out کی اس کا جواب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے دیا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کل وزیر اعظم صاحب سے اسی معاملے پر بات کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔وہاں اس بات کا جو بھی رزلٹ ہوگا اگلے ہفتے وزیر اعلیٰ پنجاب اس رزلٹ اور اس مسئلے پر ہونے والی بات سے انشاءاللہ House کو آگاہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف) جناب سپیکر!۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز، تشریف رکھیں۔میں نے وزیر اعلیٰ صاحب کو floor دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ قائد حزب اختلاف ہیں اور برابر کا عہدہ ہے۔

جناب سپیکر: بھائی! میں نے پہلے ان کو floor دیا ہے کوئی اصول تو دیکھیں۔ لغاری صاحب بڑے افسوس کی بات ہے اور آپ بڑی عجیب بات کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! Chair کی اجازت کے بغیر اور جمہوری روایت سے گر کر کوئی بات نہیں کروں گا اور آپ کی اجازت کے بغیر ایک لفظ بھی نہیں کہوں گا۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ادھر سے بھی اشارہ ہو گیا بہت مہربانی۔میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ پنجاب کے interest میں نہیں ہے کہ اعتماد میں لیا جائے تو نہ بتایا جائے لیکن اگر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو جو مؤقف ہے اس بارے میں ان پیاسے کسانوں اور ان پیاسے مزدوروں کو حوصلہ دیا جائے کہ ہم مضبوطی سے مؤقف لے کر جا رہے ہیں۔میری اتنی سی گزارش ہے اگر وہ بھی بتانا بہتر نہیں ہے تو پھر بھی ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو ان پر ہمیشہ اعتماد ہونا چاہئے۔جی، جناب وزیر اعلیٰ صاحب!

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف): شکریہ۔جناب سپیکر! انتہائی قابل احترام قائد حزب اختلاف نے جو پانی کے حوالے سے نکتہ اٹھایا ہے۔اس حوالے سے میرے بڑے بھائی سردار ذوالفقار خان کھوسہ صاحب نے بڑا مدلل جواب دیا ہے اور ابھی رانا صاحب نے بھی اس پر مزید اضافہ فرمایا ہے۔میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پانی کے مسئلے پر اپنے کسان بھائیوں کے لئے، زراعت کے لئے پنجاب اپنے مؤقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹے گا ۔البتہ اپنے مؤقف پر قائم رہتے ہوئے اپنے حق پر جو ہمیں آئین اور معاہدے کے مطابق باقی صوبوں کی طرح ملا ہے اس پر قائم رہتے ہوئے اگر کوئی تنازع ہے ہم اس معاملے کو اچھے انداز میں اور بھائی چارے کے انداز میں طے کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ پاکستان کے بہترین مفاد میں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یعنی لٹھ اٹھانا کوئی مشکل کام نہیں لیکن یہ کوئی اچھا اور فوری حل نہیں ہے۔ اس بارے میں ہمارے جو rights ہیں، ہمارے جو خدشات ہیں اس کا اظہار میں نے جناب وزیر اعظم کے گوش گزار کر دیا ہے۔ انھوں نے اپنے ایک وفاقی وزیر کی ڈیوٹی لگائی، میرے ساتھ انہوں نے بات بھی کی ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ اب تو اللہ کا شکر ہے کہ تھوڑی بوندا باندی ہوئی ہے اور اس سے کوئی تھوڑی سی respite ملی ہے لیکن اس مسئلے کا ہمیں فوری حل نکالنا ہے۔ جناب وزیر اعظم نے مہربانی کی تھی اور مجھے اسلام آباد میں Monday کا time دیا تھا۔ ہم نے پوری تیاری کی ہے اور متعلقہ وزراء صاحبان میرے ساتھ جا رہے ہیں۔ ہمارے وزیر آبپاشی راجہ ریاض صاحب اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بھی میرے ساتھ جائیں گے۔ ہمارے وہاں پر اور بھی issues ہیں۔ ہم وزیر اعظم کے ساتھ بات کر کے یہ بتائیں گے کہ ارسا اس معاملے میں انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر رہا۔ جس طرح سردار صاحب نے بتایا ہے کہ انھوں نے بلوچستان کو 3 ہزار کے مقابلے میں 4 ہزار کیوسک پانی دے دیا، بڑی فیاضی کی ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پنجاب کا جو حق ہے وہ پنجاب کو ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاءاللہ ہم پنجاب کے حق کے اوپر پوری طرح مقدمہ لڑیں گے اور ایک inch بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے مگر ہم نے اس کو افہام و تفہیم سے طے کرنا ہے۔ یہ ہماری ضرورت ہے، ملک کی یکجہتی اور اتحاد کی ضرورت ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے کل رات کو مہربانی کی اور مجھے فون کیا۔ انھوں نے کہا کہ وزیر خزانہ، شوکت ترین پاکستان سے باہر جا رہے ہیں۔ ان کی IMF کے حوالے سے وہاں پر ایک فوری میٹنگ ہے۔ تو مجھے انہوں نے فرمایا کہ اگر پیر کی بجائے جمعرات کو میٹنگ رکھ لیں تو اس پر آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ جی، بالکل ہمارا بڑا فوری مسئلہ ہے تو اب وزیر اعظم کے ساتھ یہ میٹنگ جمعرات کو طے ہو گئی ہے۔ اس میٹنگ کا جو بھی نتیجہ نکلے گا میں انشاءاللہ اسے House میں آ کر بیان کروں گا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بطور خادم پنجاب، اس ایوان کا مجھ پر جو اعتماد ہے میں اس کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔No point of order. مجھے ان کی بات تو سننے دیں۔جی، شیخ صاحب! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ PCS افسران۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ہماری بات بھی سن لیں۔(قطع کلامیاں، شور)

MR. SPEAKER: Carry on. Please, carry on.

SHEIKH ALA-UD-DIN: Mr. Speaker! How can I carry on in this circumstance?

جناب سپیکر: کیا ہو رہا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: ان کو اپنا کام کرنے دیں، وہ آپ کے پابند تو نہیں ہیں۔ آپ جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ PCS افسران نے اپنے ساتھ ہونے والے حکومتی discriminatory attitude پر بھرپور احتجاج کیا ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! House میں کورم نہیں ہے اس لئے شیخ صاحب اپنی بات جاری نہیں رکھ سکتے۔ہم کورم کی نشاندہی کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پچھلے دنوں ہونے والے ایک اجلاس میں حکومت کی PCS افسران کے لئے بنائی گئی پالیسی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے 3۔جنوری 2010 سے روزانہ کی بنیاد پر احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اب کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے۔جی، گنتی کی جائے۔جلدی گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔کارروائی شروع کی جاتی ہے۔جی، شیخ صاحب!

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔

جناب سپیکر: حضرت! اس کا کوئی نمبر تو بتا دیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا نمبر 983/09 ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب! جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ PCS افسران نے اپنے ساتھ ہونے والے حکومتی discriminatory attitude پر بھرپور احتجاج کیا ہے۔ پچھلے دنوں ہونے والے ایک اجلاس میں حکومت کی PCS افسران کے لئے بنائی گئی پالیسی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے 3۔جنوری 2010 سے روزانہ کی بنیاد پر احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا گیا جس میں تمام پنجاب سے PCS افسران نے شمولیت اختیار کی۔(شور و غل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔خاموشی اختیار کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہوں گا کہ منسٹر صاحبان کو کہہ دیں کہ خدا کے لئے یہ ہزاروں PCS افسران کا معاملہ ہے۔ان کو سکھا دیں کہ یہ House کو in order رہنے دیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔جی، Carry on.

شیخ علاؤالدین: ہمارا بھی دل کرتا ہے کہ ہم منسٹروں سے جا کر کام کروائیں لیکن یہاں تو انتہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک مکمل کریں۔

شیخ علاؤالدین: جس میں تمام پنجاب سے PCS افسران نے شمولیت اختیار کی۔PCS افسران کا مؤقف یہ ہے کہ گریڈ 17 کے GMG افسران کو گریڈ 18 کے PCS افسران کے برابر کیا جارہا ہے جبکہ ایک PCS افسر کو گریڈ 17 سے 18 میں پہنچنے کے لئے 17 سے 19 سال درکار ہوتے ہیں۔ جبکہ DMG افسر کو بغیر کسی تجربہ کے گریڈ 17 ہی میں پرائم پوسٹنگ یعنی Assistant Commissioner وغیرہ لگانے کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ حقیقتاً یہ ایک بڑی ناانصافی ہوگی کہ اگر ایک فریش DMG افسر کو 17 سے 22 سالہ تجربہ رکھنے والے PCS افسر پر فوقیت دی جائے یا اس کے برابر سمجھا جائے۔ یہ امر بھی حقیقت ہے کہ Devolution Plan کے تحت DMG افسران کی بہت بڑی تعداد کو ترقیاں دی گئیں تو اس وقت بھی PCS افسران کو نظر انداز کیا گیا۔ ایک اور تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ PCS افسران کی پروموشن اور ٹریننگ کی nominations بھی DMG افسران ہی کی مرہون منت ہوتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت PCS افسران کے کوٹا کی گریڈ 20 کی 27 اسامیاں اور گریڈ 21 کی 8 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

کورم کی نشاندہی

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! House میں کورم نہیں ہے۔ یہ بات نہیں کر سکتے۔ پہلے کورم پورا کیا جائے پھر شیخ صاحب بات کریں۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی پھر نشاندہی ہو گئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ یہ ruling دیں کہ جب آپ نے ایک معزز ممبر کو floor دیا ہوا ہے اور وہ اپنی motion پڑھ رہا ہے تو اس دوران interruption کر کے کورم یا کوئی اور چیز point out ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: اصولی طور پر تو نہیں ہو سکتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! آپ کے یہ علم میں ہے کہ Business Advisory Committee میں Leader of the Opposition کی موجودگی میں یہ طے ہوا تھا کہ legislation کے وقت quorum پورا رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور Hour Members Adjournment Motions, Privilege Motions and Question کا ٹائم ہوتا ہے اس لئے جو Member interested ہوتا ہے وہ بیٹھتا ہے اگر دوسرا نہیں بیٹھتا تو ان وقفوں میں quorum point out نہیں کیا جائے گا تو شیر علی صاحب مجھے بتائیں کہ آپ کسی اصول، کسی وعدے یا کسی بات کے پابند ہیں یا نہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ایک Bill کی passage میں 18 مرتبہ quorum point out ہوا ہم نے پورا کر کے دکھایا اور یہ ثابت کیا کہ Treasury Benches اتنی capability رکھتے ہیں کہ وہ legislation میں quorum maintain رکھ سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیر علی صاحب! بات سنیں ناں، اب وہ بول رہے ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! quorum point out ہونے کے بعد اگر وزیر قانون بول سکتے ہیں تو میں بھی بول سکتا ہوں آپ نے ان کو کیوں بولنے دیا۔ یہاں quorum point out ہوا ہے اور یہ یہاں کیوں تقریر کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! جب ایک معزز ممبر اپنی motion پڑھ رہا ہو تو quorum point out نہیں ہو سکتا، یہ motion پڑھے جانے کے بعد ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: شیر علی صاحب! وزیر قانون صحیح کہہ رہے ہیں، آپ کی بات غلط ہے اب اس بات کو جانے دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ اس بارے میں رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: جی، میں ruling دے دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں، بس۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اپنی اس تحریک کو مکمل کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ہزارہا PCS افسران کے مستقبل کا معاملہ ہے ان کا بیڑا غرق ہو رہا ہے اور یہ عوام کش لوگ ہیں ان کو نہیں پتا کہ PCS افسران پر کیا گزر رہی ہے انہوں نے PCS افسران کا بیڑا غرق کر دیا ہے یہ ان میں شامل ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت PCS افسران کے کوٹا کی گریڈ۔20 کی 27 اسامیاں اور گریڈ۔21 کی 8 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ۔ Advisory Committee میں جو بات طے ہوئی تھی۔ جی نہیں، وہ بات نہیں ہے۔ کوئی principles ہوتے ہیں، commitments ہوتی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات rules کے against ہو گی جب question put ہو رہا ہو یا آپ کسی ممبر کو floor دے دیں وہ اپنی motion پڑھ رہا ہو، اس دوران interruption کر کے quorum point out نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی motion مکمل کر لیں اس کے بعد یہ quorum point out کریں آپ counting کریں ہم کب کہہ رہے ہیں کہ یہ نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: حالات کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت نیپا میں جاری گریڈ-20 کے trainee program کے لئے صرف ایک PCS افسر کو شرکت کا موقع دیا گیا۔ سال 2010 میں گریڈ۔20 کے PCS کے چار آفیسرز retire ہو جائیں گے اور پورے پنجاب میں گریڈ۔20 کا صرف ایک افسر رہ جائے گا۔ PCS افسران کے لئے ہر گریڈ میں قانونی طور پر سالہا سال رہنا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے جبکہ DMG افسران پر ایسی کوئی پابندی نہ ہے۔ ملک کے دوسرے صوبوں میں PCS افسران کے ساتھ بھی ایسی کوئی شرط نہ ہے۔ یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قوم کے لئے PCS افسران کی خدمات بھی کسی صورت DMG افسران سے کم نہ ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ میری بات سنیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں House is not in order. تو آپ ابھی تشریف رکھیں، quorum پورا کرنا ہے تو کر لیں، نہیں کرنا تو آپ کی مرضی، میں ایسے نہیں کروں گا. This I tell you. جی، جلدی سے گنتی کریں۔ جی، آپ تشریف رکھیں میں آپ کو اجازت نہیں دوں گا تاوقتیکہ quorum آپ مکمل نہ کر لیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

House in order نہیں ہے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے کارروائی شروع کی جائے۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: No point of order. No point of order. بات سنیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں
سے کھڑے ہو کر مسلسل احتجاج کرنے لگے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! PCS افسران میں بھی بڑے بڑے اعلیٰ پائے کے لوگ پائے جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ہونے والے اس سوتیلے سلوک کا فوری خاتمہ ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں میری یہ گزارش ہے کہ جب آپ ruling دیں گے تو پھر اس کے مطابق آئندہ فیصلہ ہو جائے گا لیکن چونکہ آپ نے اپنی ruling pending فرمائی ہے اس لئے اس کا تقریباً ایک تہائی portion ایسا بنتا ہے جو شیخ صاحب نے اس دوران پڑھا جس دوران یہ معاملہ اپوزیشن کے ممبران نے اٹھایا ہوا تھا۔ اس پر آپ کی ruling

pending ہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو آپ شیخ صاحب سے کہیں کہ دوبارہ پڑھ دیں تاکہ کم از کم ایہ in order ہو جائے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس تحریک کو دوبارہ پڑھیں۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

پی سی ایس اور ڈی ایم جی کے افسران کی پروموشن میں تفاوت کی وجہ سے پی سی ایس افسران کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ P.C.S افسران کے لئے بنائی گئی پالیسی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے 3۔جنوری 2010 سے روزانہ کی بنیاد پر احتجاج کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس میں تمام پنجاب سے P.C.S افسران نے شمولیت اختیار کی۔ P.C.S افسران کا موقف یہ ہے کہ گریڈ 17 کے D.M.G افسران کو گریڈ 18 کے P.C.S افسران کے برابر کیا جا رہا ہے جبکہ ایک P.C.S افسر کو گریڈ 17 سے 18 میں پہنچنے کے لئے 17 سے 19 سال درکار ہوتے ہیں جبکہ D.M.G افسر کو بغیر کسی تجربہ کے گریڈ 17 ہی میں پرائم پوسٹنگ یعنی اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ لگانے کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ حقیقتاً یہ بڑی ناانصافی ہوگی اگر ایک فریش D.M.G افسر کو 22 سالہ تجربہ رکھنے والے P.C.S افسر پر فوقیت دی جائے یا اسے برابر سمجھا جائے۔ یہ امر بھی ایک حقیقت ہے کہ جب Devolution Plan کے تحت D.M.G افسران کی بہت بڑی تعداد کو ترقیاں دی گئیں تو اس وقت بھی P.C.S افسران کو نظرانداز کیا گیا۔ ایک اور تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ P.C.S افسران کی پروموشن ٹریننگ کی nominations بھی D.M.G افسران ہی کی مرہون منت ہوتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت P.C.S افسران کے کوٹا کی گریڈ 20 کی 27 اسامیاں اور گریڈ 21 کی 8 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

حالات کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت NIPA میں جاری گریڈ 20 کے ٹریننگ پروگرام کے لئے صرف ایک P.C.S افسر کو شرکت کا موقع دیا گیا ہے۔ سال 2010 میں P.C.S کے چار افسر جو کہ گریڈ 20 میں ہیں ریٹائر ہو جائیں گے اور پورے پنجاب میں صرف ایک گریڈ 20 کا P.C.S افسر رہ جائے گا۔ P.C.S افسران کے لئے ہر گریڈ میں قانونی طور پر سالہا سال رہنا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے جبکہ D.M.G افسروں پر ایسی کوئی پابندی نہ ہے۔ ملک کے دوسرے صوبوں میں P.C.S افسران کے ساتھ بھی ایسی کوئی شرط نہ ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قوم کے لئے P.C.S افسران کی خدمات بھی کسی صورت D.M.G افسران سے کم نہ ہیں اور P.C.S افسران میں بھی بڑے بڑے اعلیٰ پائے کے لوگ ہیں اور ان کے ساتھ ہونے والے اس سوتیلے سلوک کا فوری خاتمہ ہونا ضروری ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! P.C.S افسران کے ساتھ جو discrimination کا سلوک پہلے ہو تا رہا ہے جس کے متعلق محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے یہ تحریک پیش کی ہے۔ اس سے پہلے ایک دن وقفہ سوالات میں بھی یہ معاملہ زیر بحث آیا تھا۔ اس وقت بھی میں نے یہ بات کی تھی اور اب بھی میں حکومت پنجاب کی طرف سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ PCS افسران سے ہونے والی اس discrimination کو دور کیا جائے گا اور ان کے ساتھ جو کوٹا پہلے سے طے ہے اور ان کو وہ حصہ بھی نہیں مل رہا۔ اس بات کو یقینی بنایا جائے گا کہ وہ حصہ ان کو ملے اور P.C.S افسران کی ایسو سی ایشن کے پچھلے دنوں انتخابات ہوئے ہیں۔ ان کے نو منتخب عہدیداران نے باضابطہ طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو اپنی حلف برداری کی تقریب میں مدعو کیا ہوا ہے اور ان کی request وزیر اعلیٰ کے دفتر میں پہنچ چکی ہے۔ اس میں بھی میں یقین دلاتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ جلد ان کو وقت دیں گے اور وہاں پر جو discrimination ہوئی ہے وہ خود اس کے متعلق اعلان فرمائیں گے اور اس کا اعادہ کریں گے کہ یہ discrimination جو ہوتی آرہی ہے اس کو ہم انشاءاللہ تعالیٰ دور کریں گے۔ اس کے علاوہ انھوں نے جو facts and figures کی بات کی ہے تو اس کے متعلق میں

سر دست کچھ نہیں کہتا، اس کا جواب موصول ہونے کے بعد جو actual position ہو گی وہ اس معزز ایوان کے سامنے رکھی جائے گی اس لئے آپ اس تحریک کو اگلے Tuesday تک pending فرمالیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو Tuesday تک pending کیا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب شیر علی خان!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ سے صرف یہ ruling چاہتا ہوں کہ کورم کی نشاندہی کے بعد رانا ثناء اللہ صاحب نے جو بات کی ہے۔ جس طرح انھوں نے یہ تحریک دوبارہ پڑھوائی ہے کہ یہ اس دوران پڑھی گئی کیا وہ کارروائی کا حصہ ہے، اس کے علاوہ دوسری گزارش یہ ہے کہ گھنٹیاں ابھی بج رہی تھیں کہ گنتی کی گئی، کیا یہ درست ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے جب بات کی ہے تو میں نے اس وقت تک کوئی ruling نہیں دی تھی۔ میں آپ کو اور رانا صاحب کو یہ بتاتا ہوں۔ ان کو پتا ہے، مجھے بھی پتا ہے اور آپ کو بھی پتا ہونا چاہئے کہ آپ کا اور ہر رکن اسمبلی کا یہ حق ہے کہ وہ کسی وقت بھی کورم کی نشاندہی کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ کمیٹی میں ہماری بات ہوئی تھی، جس کا ذکر انھوں نے بھی کیا ہے اور میں بھی آپ کو بتا چکا ہوں لیکن آپ اس بات سے مطمئن نہیں ہیں۔ میں نے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیوں کے بجانے کا کہا، پانچ منٹ کے بعد کورم مکمل ہوتے ہی ہم نے کارروائی شروع کر دی۔ اس میں کوئی غیر قانونی بات نہیں ہے۔ آپ میری بات نہیں سن رہے تھے۔ آپ کو بات سمجھنی چاہئے کہ میں انتہائی کوشش کرتا ہوں کہ میں آپ کی بات سنوں۔ جہاں تک کورم کا معاملہ ہے تو جب کورم پورا ہو جائے اور اس کے بعد کارروائی شروع ہو جائے تو بار بار interruption انتہائی غیر مناسب ہے۔ سپیکر جب ایک آرڈر کر دے کہ کورم پورا ہے تو آپ کے پاس چیلنج کرنے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں طارق محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!میری آپ سے اور اپنے بھائیوں سے بھی گزارش ہے کہ issue یہ ہے کہ ہم اراکین پنجاب اسمبلی نے پنجاب اسمبلی کو کس طرح چلانا ہے۔ ہمیں دوراندیشی سے سوچ لینا چاہئے کہ باہر بیٹھے ہوئے لوگ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں کہ یہاں پر کیا ہو رہا ہے؟ میں 1988 میں اس اسمبلی میں آیا تھا تو آج تک اتنی دفعہ کورم point out نہیں کیا گیا۔ میری آپ سے اور ان سے بھی گزارش ہو گی کہ ہم ایسی روایات اسمبلی میں چھوڑ کر جائیں جس کی وجہ سے اسمبلی کا وقار بلند ہو۔ اگر اسمبلی کا وقار نیچے آئے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے ہم نے اس قوم کے ساتھ غلط کیا۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: یہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

میاں طارق محمود: چیمہ صاحب کو بھی یہاں آتے ہوئے کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری اپنی جگہ پر ہے لیکن کیا ہم ممبران اسمبلی کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے؟ ہم سب کی ذمہ داری بنتی ہے۔ اپوزیشن نے اپنا role ضرور ادا کرنا ہے لیکن role ادا کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہم لوگوں کی نظروں میں نیچے گر جائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری عامر سلطان چیمہ: I am on personal explanation کیونکہ ابھی انہوں نے کورم کے حوالے سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر: House کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ آج ہم نے pre-budget کے سلسلے میں بحث رکھی ہوئی تھی لیکن متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا ہم اس کو Tuesday پر لے جاتے ہیں کیونکہ میرے خیال میں Monday کو ہم نے پہلے ہی پانی کے issue کم بحث رکھی ہوئی ہے اور آج وقت بہت کم ہے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ منڈا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! میں personal explanation پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے جو میں بتانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کس کے بارے میں بتانا چاہتے ہیں؟

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جی، بڑی اہم ہے۔

جناب سپیکر: سارے ممبران ہی اہم بات بتانا چاہتے ہیں۔ پلیز، آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بولنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر: یقیناً میں نے آپ کو floor دیا ہے لیکن چیمہ صاحب personal explanation پر آ گئے ہیں ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ سپیکر کی دی ہوئی ruling پر ہم سب کو پورا اترنا ہے، اُس کو ہم challenge نہیں کر سکتے اور اس پر کوئی امر مانع نہیں ہے لیکن جہاں تک ابھی میرے فاضل رکن نے کورم کی نشاندہی کے حوالے سے بات کی ہے تو آپ نے خود ruling دی ہے کہ کورم کی نشاندہی کوئی بھی رکن کر سکتا ہے۔ میرے فاضل ممبر نے کہا کہ ہم ایسی روایات ڈال رہے ہیں تو یقیناً انہوں نے صحیح کہا ہے، ہم ایسی گندی روایات نہیں ڈالنا چاہتے کہ کسی پارٹی کے ٹکٹ پر ہم منتخب ہو کر آئیں اور اُس پارٹی کو دھوکا دے کر دوسری لائن اختیار کر لیں اور حکومتی گیت گانے شروع ہو جائیں۔ یقیناً ہم ان باتوں اور ان روایات کا دھیان رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، اچھی بات ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! یہ بھی حقیقت ہے کہ یہاں پر ہم نے جو بھی point اٹھایا ہے مثبت اٹھایا ہے، مثبت اپوزیشن اپنائی ہے اور مثبت سیاست کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk and nobody shall interrupt. جی، چیمہ صاحب!

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! آج House پنجاب کی عوام اور پریس بھی گواہ ہے کہ اس اپوزیشن نے جس طرح مثبت طریقے سے قانون سازی میں حصہ لیا ہے اس سے پہلے یہ مثال نہیں ملتی۔ آج تک اتنی بہترین ترامیم اور اتنی بہترین قانون سازی کسی بھی دورِ اپوزیشن میں نہیں ہوئی۔ یہ چیزیں اخبارات میں بھی آچکی ہیں اور اگر آج کے اخبارات دیکھیں تو پریس والوں نے اپوزیشن کو appreciate کیا ہے۔ آج اپوزیشن بڑا اچھا کردار ادا کر رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ۔ بڑی اچھی بات ہے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! بات صرف یہ ہے کہ ان لوگوں کو بھی چاہئے کہ اپنے دائرہ کار اور حدود میں رہ کر بات کریں۔

جناب سپیکر: جی، سب کو اپنی اپنی حدود میں رہنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اب اس بات کو چھوڑ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں بالکل relevant بات کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ کل ہم نے دانش سکول والا Bill پاس کیا ہے اس میں اپوزیشن نے جو بھی contribute کیا اُس پر سب نے appreciate کیا ہے اور کل میں نے خود بھی یہاں on the floor of the House appreciate کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے بھی اُن کو appreciate کیا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اگر انہوں نے 18 مرتبہ اُس دوران کورم point out کیا تو اس روایت کا جواب انہوں نے خود دینا ہے لیکن میں نے خود حکومتی بنچوں کے حوالے سے on the floor of the House یہ بات کی کہ 18 مرتبہ کورم point out ہونے کے باوجود حکومتی بنچوں نے 18 مرتبہ کورم پورا کر کے کم از کم میڈیا اور اس معزز House کو یہ ثابت کیا ہے۔ کبھی یہ بات ہوتی تھی کہ کورم point out ہو جاتا ہے اور حکومتی بنچ

اسے پورا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے تو ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ ہم اس بات کی اہلیت رکھتے ہیں کہ جب ہم نے قانون سازی کرنی ہو تو ہم کورم کو پورا رکھ سکتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب اس بات کو چھوڑ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں ایک بات آپ کے علم میں لانا چاہوں گا کہ معزز اپوزیشن اراکین کی contribution کے متعلق یہ تاثر نہ آتا کہ وہ شاید اس بات کو لمبا اس لئے کر رہے ہیں کہ خدا کرے کورم ٹوٹ جائے۔ اگر یہ تاثر نہ ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی contribution کو چار چاند لگ جاتے۔ اب وہ ہر دفعہ جب بات کرتے تھے تو بات کرنے کے بعد کورم point out کرتے تھے۔ اس سے تاثر یہ ابھرا کہ شاید یہ ساری contribution اس لئے کر رہے ہیں کہ اس کو لمبا کریں اور جب کورم point out ہو تو کورم پورا نہ رہے۔ اس بات پر ہمیں افسوس ہے باقی ان کی contribution پر ہم انہیں appreciate کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں دونوں کو شاباش دیتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اچھا کام کیا ہے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیر علی صاحب! اس بات کو چھوڑ دیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! پلیز مجھے رانا صاحب کی بات کا جواب دینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، کس بات کا جواب دینا ہے؟

جناب شیر علی خان: انہوں نے جو ابھی بات کی ہے میں اس حوالے سے کوئی غیر مہذب بات نہیں کرنے لگا۔

جناب سپیکر: جی، مجھے پہلے ہی اس بات کا یقین ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ قانون سازی میں اپوزیشن نے صرف کورم کی وجہ سے حصہ لیا ہے۔ ہر چیز کا negative تاثر کیوں گردانا جاتا ہے؟ میں رانا صاحب کی ذات پر کوئی بات نہیں کر رہا۔ انہوں نے جو بات کی ہے میں صرف اس حوالے سے کہہ

رہاہوں کہ اگر کورم point out سات گھنٹوں میں سات دفعہ ہوا ہے تو ہم یہاں سے اُٹھ کر نہیں گئے بلکہ بیٹھے رہے تھے اور کورم اس لئے point out کیا کہ فاضل ممبران House کے اندر بیٹھ کر قانون سازی میں حصہ لیں، نہ کہ کیفے ٹیریا میں بیٹھ کر چائے پیئیں اور enjoy کریں۔ اگر وہ یہاں پر آئے ہیں تو قانون سازی کرنے ہی آئے ہیں and quorum is one third

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، تشریف رکھیں۔ آپ کو اس کا بھی نہیں پتا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! total strength اگر یہاں پر ہو تو شاید اوپر والی گیلری بھی بھر جائے گی۔

جناب سپیکر: one third نہیں ہوتا۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترم میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ریکارڈ کی درستی کے لئے کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں شیخ علاؤالدین صاحب کی اس تحریک کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور حمایت اس لئے کرتا ہوں کہ یہ پہلی بار پیش نہیں ہوئی بلکہ یہ 1985 کی اسمبلی میں بھی پیش ہوئی تھی اور ہم ہی لوگ تھے جنہوں نے اس discrimination کے خلاف اس ایوان کے اندر agitate کیا تھا اور ایک accord تیار ہوا تھا جس کا وزیر قانون صاحب نے ابھی ذکر کیا ہے۔ اُس وقت سے ہی ایڈیشنل چیف سیکرٹری کا تقرر ایک پی سی ایس افسر کا ہونا شروع ہوا تھا اس لئے میں شیخ صاحب کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب بس کریں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کیا تحریک پر بحث ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب خالد امتیاز خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان سب تلخیوں کا جو ذکر ہو رہا ہے اس کو تھوڑا کم کریں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر اور کورم کی نشاندہی والی باتوں کو چھوڑیں۔ ہم لوگ بڑی دُور سے یہاں قانون سازی کے لئے آتے ہیں، اپنے کاموں کے لئے اور پنجاب حکومت کو چلانے کے لئے آپ سے تعاون کرنے کے لئے آتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ دو دو منٹ پر ہم ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں جو ٹھیک نہیں ہے۔ دوسری بات اس ماحول کو چھیڑتے ہوئے اپنا ایک point آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ being a doctor پنجاب کے سارے ہسپتالوں کے علاوہ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور کی لیبارٹری سے میں کافی حد تک مطمئن ہوں لیکن اس کے علاوہ پنجاب کے کسی بھی ہسپتال کی لیبارٹری صحیح طور پر کام نہیں کر رہی اور سارے کے سارے ڈاکٹر ٹیسٹ کے لئے پرائیویٹ ڈاکٹروں کو لکھ کر بھیجتے ہیں اور جو غریب لوگ ہیں وہ ٹیسٹ کروا کروا کر مر جاتے ہیں۔ پرائیویٹ ڈاکٹر حکومت کے ہی employed ڈاکٹرز اور پروفیسرز ہیں جو لکھ کر دیتے ہیں کہ آپ کا ٹیسٹ یہاں سے ٹھیک نہیں ہو گا، وہاں سے ٹھیک نہیں ہو گا، جناح ہسپتال سے ٹھیک نہیں ہو گا، آپ باہر جائیں۔ جناب! یہ پوائنٹ بہت زیادہ ضروری ہے۔ میرا دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ مجھے میرے حلقے سے ایک دوست نے یہ لکھ کر بھیجا ہے۔

> Dr. Khalid Imtiaz Baloch Sb. MPA Punjab Assembly moved Resolution in the Assembly to pass a Bill for the prevention of inherited diseases of blood cancer, Thelasemia, Hemophilia, HIV, AVC, AIDS etc. The test of all these diseases should be carried out in a BHU, RHC etc before any "Nikah" is held from UC, DHQ ect.

میں یہ دو باتیں آپ کے نوٹس میں لانا چاہ رہا تھا۔ خدارا! جب صحت کے حوالے سے بحث ہو تو اس معاملے کو بھی شامل کریں۔ یہاں پر یہ میرے بھائی محترم ڈاکٹر اسد اشرف صاحب تشریف رکھتے ہیں یہ علامہ اقبال میڈیکل کالج کے Iqbalian بھی ہیں۔ مجھ سے ایک سال جونیئر ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا

ہوں کہ آپ کو لوگوں کی صحت کا خیال نہیں ہے۔ یہاں پر سب سے بڑی بیماری ہیپاٹائٹس ہے۔ میں خود بیماری کا شکار ہوں جس کا ذکر میں اس وقت نہیں کرنا چاہ رہا ہوں کیونکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے خود نوٹس لیا ہے۔ خدارا ہم اپنی تلخیوں کو بھول کر عوام کے مسائل کی طرف توجہ دیں۔ یہ معزز ایوان ہے اور اپوزیشن معزز ایوان کا حصہ ہیں ان کے بغیر معزز ایوان نہیں چلتا۔ مگر یہ اس معزز ایوان کی اکثریت کی ہر وقت بے عزتی کریں اور چیمہ صاحب ہر وقت اٹھ کر جس انداز سے بات کرتے ہیں وہ انداز ٹھیک نہیں ہے۔ چیمہ صاحب ایک بڑے اچھے گھرانے سے ہیں، میں بھی اسی گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرا اس شہر سے تعلق ہے۔ ان کے شہر میں میری شادی ہوئی ہے۔ یہ اس floor پر کھڑے ہو کر کیسی باتیں کرتے ہیں۔ انہیں کہیں کہ to be respectful to the people شکریہ

میاں نصیر احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ .No point of order چودھری صاحب! مجھے ان کی بات سن لینے دیں وہ بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔ جی، میاں صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

ون فائیو کی سروسز کا سسٹم خراب ہونے کی وجہ سے

لاہور کی عوام کو پریشانی کا سامنا

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہاں پر وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں اور میں بڑے اہم معاملے کی طرف ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ لاہور میں چند ماہ پہلے ون فائیو پر blast ہوا تھا۔ اس کے بعد ون فائیو کی سروسز جن کا مقصد یہ ہے کہ جو کال بھی کی جائے چند منٹوں میں جہاں بھی کوئی حادثہ یا وقوعہ ہو رہا ہے اس پر پولیس پہنچ جائے لیکن اس کے بعد ون فائیو کی سروسز کا software ختم ہو چکا ہے اور جہاں سے بھی کال کی جاتی ہے وہاں پر پولیس بر وقت اس لئے نہیں پہنچتی کیونکہ یہ سارا سسٹم manually handle کیا جا رہا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال یہ کہ مورخہ 10 تاریخ کو میرے

حلقے میں ڈکیتی کی ایک واردات ہوئی۔ یہ واردات بیس منٹ تک چلتی رہی اور اس واردات کے دوران وہاں پر لوگوں نے ون فائیو پر کال کی۔ اس واردات سے دو تھانے صرف چھ منٹ کی مسافت پر ہیں ایک دو کلو میٹر پر ہے اور دوسرا تین کلو میٹر پر ہے لیکن اس کے باوجود 45 منٹ تک پولیس وہاں پر نہیں پہنچ سکی۔ ون فائیو پر جو کال کی گئی اس کا ریکارڈ بھی میرے پاس موجود ہے۔ جب میں نے ایک سینئر افسر سے بات کی تو انہوں نے اس بات پر کہ میں ان کا نام نہیں لوں گا بتایا کہ ون فائیو کا یہ سسٹم پچھلے کئی مہینوں سے جب سے یہ blast ہوا ہے کام نہیں کر رہا۔ وزیر قانون سے میری درخواست ہے کہ اس پر صرف 22 لاکھ روپے کی لاگت آئے گی لاہور شہر کی ایک کروڑ آبادی کے لئے یہ سسٹم تھا جو کہ خراب ہوا پڑا ہے۔ اس کی بہتری کے لئے کوشش کی جائے یہ جو لوگوں کو سروسز دی گئی ہیں اس کا اصل مقصد فوت ہو چکا ہے اس کے لئے آپ ان کو خصوصی ہدایات فرمائیں تاکہ ون فائیو کی اس سہولت کو دوبارہ ٹھیک کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! انہوں نے جو پوائنٹ بتایا ہے یہ بڑا ضروری ہے۔ آپ کو ون فائیو کی سروسز کو چالو کرنا چاہئے اور اس میں اگر کوئی تھوڑی بہت رقم آپ کو خرچ کرنی پڑتی ہے تو عوام کی سہولت کے لئے کر دیجئے۔ یہ بہتر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج ہی اس بارے میں معلوم کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آج میں بیس دفعہ کھڑا ہوا ہوں اور آپ نے وقت نہیں دیا۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو کھڑے ہوئے ایک دفعہ ضرور دیکھا ہے۔ House کا وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کوئی ممبر یا وزیر میڈیا پر بات کرتا ہے۔ میرے پاس یہ ایک reference ہے اور محترم رانا ثناء اللہ صاحب کا ایک چھوٹا سا بیان ہے۔ میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے اس کی تصحیح چاہوں گا کہ کل انہوں نے اسمبلی میں Call Attention Notice پر بات کی تھی اور پھر میڈیا میں بھی بیان دیا ہے رانا ثناء اللہ نے کہا ہے کہ:

پرویز الہیٰ کے وزارت اعلیٰ کے دور میں گجرات میں اشتہاریوں کی باقاعدہ طور پر وجاہت فورس بنائی گئی۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! یہ نوائے وقت اخبار ہے کوئی چھوٹا موٹا اخبار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ کہا ہے کہ گجرات میں اشتہاری تھے۔ شاہ صاحب! آپ کدھر جا رہے ہیں۔ ان کے بعد میں آپ کو وقت دوں گا۔ میں نے آپ کے لئے وقت بڑھایا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: مزید رانا صاحب نے کہا کہ سابقہ رکن قومی اسمبلی اور ہمارے دوست چودھری فاروق کو بھی انہی اشتہاریوں نے قتل کیا۔ انہوں نے کہا کہ پی سی او ججز نے اشتہاریوں کے خلاف آپریشن رکوانے کے لئے ان کی فائلیں تھانوں سے منگوا کر اپنی درازوں میں رکھ دیں اب حکومت دوبارہ ہائی کورٹ کے ساتھ رابطے میں ہے۔ وہ وزیر قانون ہیں۔ شاید میں کچھ نہ سمجھ سکا ہوں۔ ایک تو بات دو اشخاص کے متعلق کی ہے جو کہ گجرات کی بڑی اہم شخصیات تھیں۔ سید منظور حسین شاہ صاحب جنہیں چودھری منظور لکھا ہوا ہے اور چودھری فاروق صاحب جو ہمارے وزیر قانون بھی رہ چکے ہیں وہ چودھری ارشد ایم پی اے کے بڑے بھائی ہیں۔ ان کے بھائی اس کیس کے مدعی ہیں۔ رانا صاحب نے اس کو وجاہت فورس کے اشتہاریوں سے منسوب کیا ہے۔ دوسری طرف سید منظور حسین شاہ جو قتل ہوئے تھے ان کے ملزمان ملک سے باہر ہیں اور ان کے بھائی پاکستان مسلم لیگ (ن) میں شامل ہو گئے ہیں وہ اچھی طرح سے ان کو بتا سکتے ہیں کہ ہمارے مخالفین کون تھے

اور ہمارے بھائی کو کس نے قتل کیا تھا۔ چودھری ارشد صاحب یہ خود بتائیں گے کہ ان کے بھائی چودھری فاروق صاحب جو شہید ہوئے ہیں وہ کس نے واقعہ کیا تھا اور میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ میڈیا پر جا کر غلط بیانی نہ کیا کریں۔ جہاں تک وجاہت فورس کا تعلق ہے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: جن کے متعلق ہے وہ میڈیا میں اس کا جواب دے دیں۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میں اس کا جواب دیتا ہوں کہ 167 بندوں کے خلاف پرچہ ہوا تھا اس بات کا House کو بھی پتا چلے اور میڈیا کو بھی پتا چلے کہ اس کے اصل حقائق کیا ہیں۔ آپ کے ایڈووکیٹ جنرل خواجہ حارث صاحب نے اس پرچے میں ڈی پی او کو کہا تھا کہ آپ نے غلط بیانی سے کام لیا۔ ڈی پی او اور ایڈووکیٹ جنرل کا جھگڑا ہوا۔ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے حکومت پنجاب کو کہا کہ اگر آپ نے اس ایس ایس پی کو رکھا تو میں استعفیٰ دیتا ہوں۔ اس وجہ سے حکومت کو ڈی پی او گجرات کو تبدیل کرنا پڑا۔ وہ پرچہ عام آدمیوں پر تھا کوئی مل میں کام کرتا ہے، کوئی ریڑھی لگاتا ہے اور کوئی کچھ اور کام کرتا ہے۔ جس طرح لوگ lovers organization بناتے ہیں کوئی Nawaz Sharif lover ہے، کوئی Musharraf lover ہے، یہ بھی اس قسم کی ایک چھوٹی سی تنظیم ہے ۔ جس کا رانا صاحب کو وجاہت فوبیا ہو گیا ہے اور وہ ہر وقت اخباروں میں وجاہت فورس، وجاہت فورس کا الاپ جاپتے ہیں۔ وہ گجرات میں جائیں۔ ہم انہیں درخواست کرتے ہیں کہ وہ ادھر جائیں اور ادھر جا کر دیکھیں، وہاں پر ان کے نمائندے موجود ہیں، ان کی پولیس موجود ہے وہ لوگوں کو دکھائیں کہ کہاں وجاہت فورس ہے اور کون سے اشتہاری انہوں نے پالے ہوئے ہیں؟ اس طرح ہر روز بیان دے دینا مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگر کوئی ایسا الزام ہے تو وہ اس کی بے گناہی ثابت کریں گے۔ جی، شاہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میرے خیال میں رہنے دیں۔ مہربانی کریں۔ آپ ان کو کیا بتانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ محترم۔۔۔

جناب سپیکر: جاتے جاتے کوئی الٹی بات نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نہیں۔ بالکل نہیں۔ محترم گھرال صاحب نے جو بات کی ہے، جس بات کی نشاندہی کی ہے وہ مجھے معلوم ہے کہ میں نے کہاں کی ہے۔ اس House میں جو بات ہوگی اگر وہ بات میں نے کی ہے تو میں اس کا جواب دینے کا پابند ہوں اور اگر ان کی طرف سے ہوگی تو وہ جواب دیں گے کیونکہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں آپ کی موجودگی میں بیٹھ کر کچھ بات طے ہوئی تھی کہ کسی بھی پارٹی کی لیڈرشپ کے حوالے سے آپ نے کوئی بات کرنی ہے تو میڈیا میں کریں، وہ House میں نہیں کریں گے۔ میں نے تو اس کی پابندی کی ہے۔ House میں یہ بات نہیں ہوئی میں نے جہاں پر یہ بات کی ہے وہ میرے علم میں ہے اگر ان کے پاس کوئی وضاحت ہے یا اس میں کوئی تصحیح ہے تو یہ وہاں پر کر سکتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ایک اہم issue تھا وہ تو رہ گیا۔ آپ اس کو Monday کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ Monday کو یہ نہیں آئے گا۔ شاہ صاحب! آپ بولنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، جناب سپیکر! میں بولنا چاہتا ہوں۔ آپ موقع تو دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ کا یہ رویہ ہے تو میں واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں دفتر کو کہہ رہا ہوں کہ وہ اس کو دیکھے۔

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! آپ اس مسئلہ کو pending کر لیں۔

جناب سپیکر: pending کا مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کو پتا ہی نہیں ہے کہ کیا بات ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: میاں نصیر صاحب! شیخ صاحب کو واپس لے کر آئیں۔ ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ بات کیا ہے۔ جی، شاہ صاحب۔ House کا وقت پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وقت نہ بڑھائیں۔ جمعہ کی نماز کا وقت ہے میں Monday کو بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں Monday کو کر لیں۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی Monday کو بات کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، منڈا آ گیا، Monday کو منڈا آ گیا۔ جی، Monday کو منڈا صاحب بات کریں گے۔

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین صاحب واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

محترمہ نگہت ناصر شیخ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! خواتین کے متعلق بڑا اہم issue ہے جسے آپ چھوڑ رہے ہیں۔ آپ اسے کسی اور دن کے لئے رکھ لیں۔

جناب سپیکر: کون سا بھلا؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: شیخ صاحب نے جو بات کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا شیخ صاحبہ! وہ ابھی نہیں چھوڑا۔ میں ان کے ساتھ ایسے ہی بات کر رہا تھا۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: آپ اسے کسی اور دن کے لئے pending کر لیں۔

جناب سپیکر: اسے Tuesday کے لئے رکھ لیں۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! آپ اس کے لئے کوئی اور دن دیں۔

جناب سپیکر: اگر ٹائم ملا تو اسے Monday کو رکھ لیں گے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! یہ اگر کی بات نہیں ہے بلکہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: پھر Wednesday کو رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ کروڑوں عورتوں کا مسئلہ ہے اور میں اس پر ڈاکٹر ذاکر نائیک کی ایک ruling دوں گا جسے سن کر آپ بہت خوش ہوں گے۔ جمعہ کا ٹائم ہے میں اس کی ruling بھی دوں گا اور عورتوں کے مسائل کے اوپر۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اسے Monday کو رکھ لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! وہ مجھے بتا دینا۔ Monday کو پانی پر بحث ہے اور یہ Wednesday کو رکھ لیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جی، شکریہ۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 15۔فروری 2010 سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔